ڈرامہ

اندھی

امتیاز علی ۹

باراوّل

تعداد (۵۰۰)

قیمت ۸ عا

کتب خانہ نذیریہ دہلی

لاہور پریس دہلی

اُن کے نام جو بے بصر ہیں۔

اندھی

درخت کے ٹھنڈوں اور سوکھے ہوئے پتوں پر بیٹھے ہوئے ہیں — بائیں طرف چھ اندھی عورتیں بیٹھی ہیں۔ ان کے اور ان کے درمیان ایک گرا ہوا درخت اور چٹانوں کے ٹکڑے حائل ہیں — ان کا رُخ بڈھوں کی طرف ہے۔ ان میں سے تین بہ آواز بلند مسلسل حمد و ثنا اور گریہ زاری میں مصروف ہیں۔ ایک بہت بوڑھی ہے۔ پانچویں گونگے دیوانوں کی طرح اپنی گود میں ایک سوتا کمسن بچہ لیے بیٹھی ہے، چھٹی عجیب و غریب طور پر جوان ہے، اس کے بال آبشار کی طرح سارے جسم پر پھیلے ہوئے ہیں۔ عورتیں اور مرد بھی کافی کپڑے پہنے ہوئے ہیں، سیدھے سادے اور ایک جیسے۔ ان میں سے بیشتر اپنے گھٹنوں پر کہنیاں رکھے اور اپنے ہاتھوں پر ٹھوڑیاں ٹکائے اس طرح بیٹھے ہیں جیسے کسی کے آنے کا انتظار کر رہے ہوں۔ جزیرے کے مدہم اور مبہم شور پر ان کے سروں میں کوئی جنبش نہیں ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اعضا کی حرکت سلب ہو چکی ہے۔ اونچے اونچے اداس درخت، شمشاد، بیدِ مجنوں، صنوبر کے گھنے سائے ان پر چھائے ہوئے ہیں۔ پادری سے کچھ فاصلہ پر لمبے لمبے ڈنٹھلوں کے مرجھائے ہوئے پھولوں کا ایک جھنڈ شب کی تاریکی میں کھلا ہوا نظر آتا ہے۔ تاریکی غیر معمولی ہے باوجودیکہ چاندنی کبھی کبھی تھوڑی دیر کے لیے پتوں کی گھنی چھاؤں کو مٹانے کی کوشش کرتی ہے۔

پہلا نابینا:۔ کیا وہ اب بھی نہیں آرہا؟

دوسرا نابینا:۔ تم نے مجھے جگا دیا!

پہلا نابینا: -میں بھی سو گیا تھا۔

تیسرا نابینا: میں بھی سو گیا تھا۔

پہلا نابینا: کیا وہ اب بھی نہیں آرہا؟

دوسرا نابینا: مجھے تو کسی کے آنے کی آواز سُنائی نہیں دے رہی۔

تیسرا نابینا: اب تو وقت ہو گیا ہوگا کہ ہم بیت المعذورین واپس پہونچ جائیں

پہلا نابینا: ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ہم ہیں کہاں!

دوسرا نابینا: جس وقت وہ گیا ہے تو اتنی سردی نہیں تھی۔

پہلا نابینا: ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ہم ہیں کہاں!

سب سے بوڑھا نابینا: کیا کسی کو معلوم ہے کہ ہم کہاں ہیں؟

سب سے بوڑھی نابینا عورت: ہم بہت دیر تک چلتے رہے تھے۔ ہم بیت المعذورین سے بہت فاصلے پر ہونگے۔

پہلا نابینا: اچھا! عورتیں ہمارے بالمقابل بیٹھی ہیں؟

سب سے بوڑھی نابینا عورت: ہم تمہارے روبرو بیٹھے ہیں۔

پہلا نابینا: ٹھہرو، میں تمہارے پاس آتا ہوں (وہ اُٹھتا ہوا اور اِدھر اُدھر ٹٹولتا ہی) تم کہاں ہو؟ بولو تاکہ میں سُن سکوں کہ تم کہاں ہو!

سب سے بوڑھی نابینا عورت: یہاں۔ ہم پتھروں پر بیٹھے ہیں۔

پہلا نابینا: (وہ آگے قدم بڑھاتا ہے اور گرے ہوئے درخت اور پتھروں سے اُلجھ کر گرتا ہے

ہمارے درمیان کس چیز سے ....

دوسرا نابینا:- بہتر یہی ہے جو جہاں بیٹھا ہے بیٹھا رہے!

تیسرا نابینا:- تم کہاں بیٹھی ہو؟

سب سے بوڑھی نابینا عورت:- ہم میں سے کسی میں بھی کھڑے ہونے کی ہمت نہیں؟

تیسرا نابینا:- اُس نے ہمیں جُدا کیوں کر دیا؟

پہلا نابینا:- مجھے عورتوں کی طرف سے حمد و ثنا کی آواز آ رہی ہے۔

دوسرا نابینا:- ہاں۔ تینوں بوڑھی عورتیں حمد و ثنا کر رہی ہیں۔

پہلا نابینا:- یہ تو حمد و ثنا کا وقت نہیں ہے!

دوسرا نابینا:- تم اپنے کمرے میں جا کر حمد و ثنا کر لینا!

(تینوں بوڑھی عورتیں حمد و ثنا کو جاری رکھتی ہیں۔)

تیسرا نابینا:- میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میں کس کے برابر بیٹھا ہوا ہوں۔

دوسرا نابینا:- شاید میں تمہارے برابر بیٹھا ہوں۔

(وہ اپنے ہاتھوں سے اِدھر اُدھر ٹٹولتے ہیں)

تیسرا نابینا:- ہم ایک دوسرے کو چھو نہیں سکتے۔

پہلا نابینا:- در آنحالیکہ ہم دُور دُور نہیں ہیں (وہ اپنے اطراف میں ٹٹولتا ہے اور اپنی لکڑی سے پانچویں نابینا کو مارتا ہے، اسکے کراہنے کی مدھم آواز سُنائی دیتی ہے) وہ جو نہیں سن سکتا ہمارے برابر بیٹھا ہے۔

دوسرا نابینا:۔ مجھے ہر شخص کی آواز سنائی نہیں دے رہی۔ ہم چھ تھے جو یہاں موجود تھے۔

پہلا نابینا: میری سمجھ میں باتیں آتی جا رہی ہیں۔ عورتوں سے بھی پوچھ گچھ کرلیں، یہ ضروری ہے کہ ہم موجودہ حالات سے آگاہ ہو جائیں۔ مجھے اب بھی تینوں عورتوں کی حمد و ثنا کرنے کی آواز سنائی دے رہی ہے۔ کیا وہ اکٹھی بیٹھی ہیں؟

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ وہ میرے برابر چٹان پر بیٹھی ہوئی ہیں

پہلا نابینا:۔ میں مردہ پتوں پر بیٹھا ہوں۔

تیسرا نابینا:۔ اور وہ حسینہ، وہ کہاں ہے؟

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ وہ ان کے پاس ہی جو حمد و ثنا کر رہی ہیں۔

دوسرا نابینا:۔ وہ دیوانی عورت اور اس کا بچہ کہاں ہے؟

جوان نابینا عورت:۔ وہ سو رہا ہے، اُسے مت جگاؤ!

پہلا نابینا:۔ اوہ! تم ہم سے کتنی دور ہو! میں یہ سمجھا تھا کہ تم میرے سامنے ہی بیٹھی ہو!

تیسرا نابینا: جو کچھ ہمیں جاننا چاہیے تھا اُس کے متعلق ہمیں تھوڑا بہت علم ہو ہی گیا ہے جب تک پادری آ رہے آؤ ہم کچھ باتیں ہی کرلیں۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ اُس نے کہا تھا میرا انتظار خاموشی سے کرنا۔

تیسرا نابینا:۔ ہم کسی گرجے میں تو ہیں نہیں۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ تم نہیں جانتے کہ ہم کہاں ہیں۔

تیسرا نابینا: جب میں بات نہیں کرتا ہوتا تو مجھے ڈر لگتا ہے۔

دوسرا نابینا:۔ کیا تم جانتے ہو کہ پادری کہاں گیا ہے؟

تیسرا نابینا:۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے ہمیں خلافِ توقع زیادہ دیر تک تنہا چھوڑ دیا۔

پہلا نابینا:۔ وہ بہت بوڑھا ہو گیا ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ اُسے خود بھی کچھ عرصے سے نظر نہیں آتا۔ اس کا اقرار تو وہ کرنے کا نہیں، اس خوف سے کہ کہیں کوئی اَور اسکی بجائے ہم میں شامل نہ کر دیا جائے۔ مگر مجھے تو شبہ ہے کہ اب شاید ہی اُسے کچھ نظر آتا ہو۔ ہمارا رہنما اب کوئی اَور ہونا چاہیے۔ اب وہ ہماری ایک بھی نہیں سُنتا۔ اور ہماری تعداد اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اُسکے بس کی نہیں۔ تین تو راہبات ہیں اور ایک وہ، سارے گھر میں صرف یہی دیکھنے والے ہیں۔ اور یہ سب کے سب ہم سے بھی زیادہ بوڑھے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ راستہ بھٹک گیا ہے اور اب ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔ وہ گیا کہاں ہوگا؟ ہمیں یہاں چھوڑ جانیکا اُسے کوئی حق نہیں ہے۔

سب سے بوڑھا نابینا:۔ وہ بہت دور گیا ہے، شاید اُس نے عورتوں سے کچھ ایسا ہی کہا تھا۔

پہلا نابینا:۔ اچھا تو اب وہ صرف عورتوں ہی سے باتیں کرتا ہے؟ کیا اب ہمارا وجود ہی باقی نہیں رہا؟ ہمیں بالآخر شکایت کرنی پڑیگی!

سب سے بوڑھا نابینا:۔ شکایت تم کروگے کس سے؟

پہلا نابینا:۔ ابھی تو مجھے معلوم نہیں۔ ہم دیکھیں گے، ہم دیکھیں گے ––– لیکن آخر وہ گیا کہاں ہوگا؟ ––– میں یہ عورت سے پوچھ رہا ہوں۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ اتنی دور چلنے سے وہ تھک گیا تھا، شاید وہ ایک لمحہ کیلئے ہمارے درمیان بیٹھا تھا۔ کچھ دنوں سے وہ بہت غمزدہ اور نحیف سا تھا۔ جب سے ڈاکٹر مرا ہے وہ

وہ پریشان ہے۔ وہ تنہائی محسوس کر رہا ہے۔ شاید ہی کبھی بولتا ہو۔ میں نہیں جانتی کہ ہوا کیا ہوگا۔ آج باہر چلنے پر اُس نے اِصرار کیا تھا۔ اسکی خواہش تھی کہ جاڑا آنے سے پہلے ایک دفعہ اور دھوپ میں اِس جزیرے کو دیکھ لے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب کے جاڑا بہت سخت پڑیگا، اور بہت طویل ہوگا اور یہ بھی کہ شمال کی جانب سے برف ڈھلنی شروع ہو گئی ہے، وہ کچھ متفکر بھی تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ پچھلے دنوں جو بڑے بڑے طوفان آئے ہیں ان سے دریا چڑھ آیا ہے اور سارے بند ٹوٹتے جا رہے ہیں۔ اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ سمندر سے اُسے ڈر لگتا ہے، وہ بغیر کسی سبب کے طوفانی نظر آتا ہے، اور جزیرے کی چٹانیں کافی بلند نہیں ہیں وہ خود یہ دیکھنا چاہتا تھا، مگر جو کچھ اُس نے دیکھا ہم سے اس کا ذکر نہیں کیا۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ وہ اب دیوانی عورت کیلئے روٹی اور پانی لینے گیا ہے۔ اُس نے کہا تھا کہ شاید مجھے بہت دور جانا پڑے ہمیں اس کا انتظار کرنا پڑیگا۔

جوان نابینا عورت: ۔ چلتے وقت اُس نے میرے ہاتھ چھوئے تھے۔ اور اُسکے ہاتھ کانپ رہے تھے جیسے اُسے ڈر لگ رہا ہو۔ پھر اس نے مجھے بوسہ دیا۔

پہلا نابینا: ۔ اچھا! اچھا!

جوان نابینا عورت: ۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ ہوا کیا تو اُس نے کہا "خدا جانے کیا ہونیوالا ہے" اُس نے مجھ سے کہا کہ شاید بوڑھوں کی حکومت ختم ہونے والی ہے۔ . . . .

پہلا نابینا: ۔ اس سے اُسکا مطلب کیا تھا؟

جوان نابینا عورت: ۔ میں تو اسکی بات نہیں سمجھ سکی۔ اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ "میں اُس بڑے مینارۂ نور کیطرف جا رہا ہوں۔"

پہلا نابینا۔ کیا یہاں کوئی سنندہ موجود ہے؟

جوان نابینا عورت:۔ ہاں جزیرے کے شمال میں۔ میرا خیال ہے کہ ہم اُس سے زیادہ فاصلہ پر نہیں ہیں۔ اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ آگاہ کرنے روشنی یہاں پتوں پر پڑ رہی ہے۔ آج سے زیادہ افسردہ وہ مجھے پہلے کبھی نہیں معلوم ہوا اور میں سمجھتی ہوں کہ کچھ دنوں سے وہ رو تا رہا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ کیوں میرا دل بھی آپ ہی آپ بھر آیا۔ اور اُسے بے دیکھے میں بھی رونے لگی۔ اسکے جانے کی آواز میں نے نہیں سُنی ہیں نے اُس سے اور کچھ نہیں پوچھا۔ میں سن سکتی تھی کہ وہ حد درجہ سنجیدگی سے مسکرا رہا ہے۔ میں یہ سن سکتی تھی کہ وہ اپنی آنکھیں بند کر رہا ہے اور خاموشی کا متمنی ہے۔

پہلا نابینا:۔ ہم سے تو اُس نے ان میں سے ایک بات بھی نہیں کہی!

جوان نابینا عورت: جب وہ بولتا ہے تو تم کبھی سنتے ہی نہیں:

سب سے بوڑھی نابینا عورت: جب وہ کچھ کہتا ہے تو تم آپس میں چہ میگوئیاں کرتے ہو۔

دوسرا نابینا:۔ وقت رخصت اُس نے صرف "شب بخیر" کہا تھا۔

تیسرا نابینا:۔ اب تو بہت دیر ہو گئی ہوگی۔

پہلا نابینا: جب وہ جانے لگا تو اُس نے دو تین دفعہ "شب بخیر" کہا گویا وہ سونے جا رہا ہو۔ جب اُس نے "شب بخیر شب بخیر" کہا تو میں سن سکتا تھا کہ وہ میری طرف دیکھ رہا ہے جب کوئی نظر جما کر کسی کی طرف دیکھتا ہے تو اسکی آواز بدل جاتی ہے۔

پانچواں نابینا:۔ اُن پر ترس کھاؤ جو نہیں دیکھ سکتے۔

پہلا نابینا:۔ یہ کون ہے جو اس قدر بے عقلی سے بول رہا ہے؟

دوسرا نابینا: یہ شاید وہ ہے جو نہیں سن سکتا۔

پہلا نابینا: خاموش رہو! یہ وقت مانگنے کا نہیں ہے!

تیسرا نابینا: روٹی اور پانی کے لیئے وہ کہاں جارہا تھا؟

سب سے بوڑھی نابینا عورت: وہ سمندر کیجانب گیا تھا؟

تیسرا نابینا: کوئی شخص اس طرح اور اسکی سی عمر میں سمندر کیجانب نہیں جایاکرتا

دوسرا نابینا: کیا ہم سمندر کے قریب ہیں؟

سب سے بوڑھی نابینا عورت: ہاں۔ ایک لمحہ خاموش رہو تمہیں اسکی آواز سنائی دیگی۔
چٹانوں سے ٹکرانے کی سمندر کی مدہم اور پرسکون آواز قریب سے آتی سنائی دیتی ہے۔

دوسرا نابینا: مجھے تو صرف اُن تین عورتوں کی حمدوثنا کرنیکی آواز آرہی ہے۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت: غور سے سنو۔ انکی حمدوثنا میں سے تمہیں اسکی آواز سنائی دیجائیگی۔

دوسرا نابینا: ہاں مجھے کسی چیز کی آواز آرہی ہے جو ہم سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہے۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت: وہ سورہا تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سمندر جاگ رہا ہے۔

پہلا نابینا: اُس نے غلطی کی کہ ہمیں یہاں لے آیا۔ مجھے یہ آواز بھلی نہیں لگتی۔

سب سے بوڑھا نابینا: تم خوب جانتے ہو کہ جزیرہ بڑا نہیں ہے۔ اور یہ کہ جونہی کوئی بیت المعذورین کی چاردیواری سے باہر نکلے گا۔ اسکی آواز سنے گا۔

دوسرا نابینا: میں نے اسکی آواز کبھی نہیں سنی۔

تیسرا نابینا: مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج ہمارے برابر ہی میں سمندر آگیا ہے۔ میں اتنے قریب سے

اسکی آواز سننا پسند نہیں کرتا۔

دوسرا نابینا۔ اور نہ میں پسند کروں۔ علاوہ ازیں یہ کہ ہم نے بیت المعذورین سے نکلنے کی خواہش ہی کب ظاہر کی تھی۔

تیسرا نابینا۔ ہم بھی اتنی دور نہیں آئے۔ ہمیں اتنی دور لانا بالکل بے سود تھا۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ آج صبح موسم بہت خوشگوار تھا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ ہم موسم بہار کے آخری دنوں کا لطف اٹھالیں اس سے پہلے کہ جاڑے بھر کیلئے ہمیں بیت المعذورین میں بند کردیا جائے۔

پہلا نابینا۔ مگر میں تو بیت المعذورین ہی میں رہنے کو ترجیح دیتا ہوں۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمیں اُس جزیرے سے بھی کچھ کچھ واقف ہونا چاہیئے جسمیں ہم رہتے ہیں۔ وہ خود بھی کل جزیرے پر کبھی نہیں پھرا۔ ایک پہاڑ ایسا ہے جس پر کوئی نہیں چڑھا۔ ایسی وادیاں جن میں اُترنا کوئی پسند نہیں کرتا اور ایسے غار ہیں جن میں آجتک کوئی داخل نہیں ہوا مختصر یہ ہے کہ اُس نے کہا "اپنی کوٹھری کی چھت تلے ہمیشہ بیٹھے رہنا۔ اور دھوپ کا انتظار کرنا کسی کو ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ وہ ہمیں سمندر کے قریب لانا چاہتا تھا۔ وہاں وہ اکیلا گیا ہے

سب سے بوڑھا نابینا:۔ وہ ٹھیک کہتا ہے۔ زندگی کا ہر شخص کو خیال رکھنا چاہیئے۔

پہلا نابینا۔ مگر دروازے سے باہر نکلکر دیکھنے کی تو کوئی چیز ہے ہی نہیں!

دوسرا نابینا۔ کیا اس وقت ہم دھوپ میں بیٹھے ہیں؟

تیسرا نابینا۔ کیا سورج ابھی تک چمک رہا ہے؟

چھٹا نابینا: میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت دیر ہو گئی ہے،

دوسرا نابینا: کیا بجا ہو گا؟

باقی اور سب: میں نہیں جانتا۔ کوئی نہیں جانتا۔

دوسرا نابینا: کیا ابھی روشنی باقی ہے؟ (چھٹے نابینا سے) تم کہاں ہو؟ اچھا تم بتاؤ نہیں خفیف سا نظر آتا ہے، تم بتاؤ!

چھٹا نابینا: میرا تو خیال یہ ہے کہ بہت تاریکی ہے جب سورج چمکتا ہوتا ہے تو مجھے اپنے پپوٹوں کے نیچے ایک نیلی سی دھاری نظر آتی ہے بہت دیر ہوئی مجھے ایک دھاری نظر آئی تھی، مگر اب تو مجھے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا۔

پہلا نابینا: ہم ابھی تو یہ کہتا ہوں کہ جب مجھے بھوک لگتی ہے تو سمجھ جاتا ہوں کہ دیر ہو گئی ہے اور اب مجھے بھوک لگ رہی ہے۔

تیسرا نابینا: مگر ذرا آسمان کی طرف تو دیکھو شاید تمہیں کچھ نظر آئے۔

(سب کے سب آسمان کی طرف سر اٹھاتے ہیں، سوائے ان تینوں کے جو پیدائشی نابینا ہوئے ہیں وہ بدستور زمین کی طرف دیکھتے رہتے ہیں۔)

چھٹا نابینا: میں نہیں جانتا کہ ہم کھلے ہوئے آسمان کے نیچے ہیں بھی یا نہیں۔

پہلا نابینا: ہماری آوازیں اس طرح گونج رہی ہیں، جیسے ہم کسی غار میں ہوں۔

سب سے بوڑھا نابینا: میرا خیال ہے کہ یہ اس لئے گونج رہی ہیں کہ شام ہو چکی ہے!

جوان نابینا عورت: مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ چاند کی روشنی میرے ہاتھوں پر پڑ رہی ہے

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ میرا خیال ہے کہ ستارے نکلے ہوئے ہیں۔ مجھے انکی آواز سُنائی دے رہی ہے۔

جوان نابینا عورت:۔ مجھے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے،

پہلا نابینا:۔ مجھے کوئی آواز نہیں آرہی۔

دوسرا نابینا:۔ مجھے صرف ہمارے سانس لینے کی آواز آرہی ہے،

سب سے بوڑھا نابینا:۔ میں سمجھتا ہوں کہ عورتیں ٹھیک کہہ رہی ہیں۔

پہلا نابینا:۔ میں نے تو کبھی ستاروں کی آواز سُنی نہیں۔

دوسرا اور تیسرا نابینا:۔ اور نہیں نے۔

(طائران شب کا ایک جھنڈ درختوں کے درمیان اُتر رہا ہے)

دوسرا نابینا:۔ سُنو! سُنو!۔۔ یہ ہمارے اوپر کیا ہے؟ — کیا تم نے سُنا؟

سب سے بوڑھا نابینا:۔ ہمارے اور آسمان کے درمیان کوئی چیز گذر رہی ہے۔

چھٹا نابینا:۔ ہمارے سروں کے اوپر کوئی چیز متحرک ہے، مگر ہم اُس تک پہنچ نہیں سکتے۔

پہلا نابینا:۔ مجھے اُس آواز کی نوعیت معلوم نہیں — میں بیت المعذورین واپس جانا چاہتا ہوں۔

دوسرا نابینا:۔ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ہم کہاں ہیں؟

چھٹا نابینا:۔ میں نے کھڑے ہونے کی کوشش کی کہ جہاں کانٹے ہیں، میرے چاروں طرف سوائے کانٹوں کے اور کچھ نہیں، میں اب اپنے ہاتھ پھیلانے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا۔

تیسرا نابینا:۔ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ہم کہاں ہیں؟

سب سے بوڑھا نابینا:- ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکتا۔

چھٹا نابینا:- ہم گھر سے بہت دُور ہو گئے، مجھے تو ایک آواز بھی سُنائی نہیں دیتی۔

تیسرا نابینا:- بہت دیر سے میں مردہ پتوں کی بُو سونگھ رہا ہوں۔

چھٹا نابینا:- کیا ہم میں سے کسی نے کبھی اس جزیرے کو دیکھا ہے، اور کیا وہ ہمیں بتا سکتا ہے کہ ہم کہاں ہیں۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت:- جب ہم یہاں آئے ہیں تو سب کے سب اندھے تھے۔

پہلا نابینا:- ہم دیکھنے کے لائق کبھی نہیں ہوئے۔

دوسرا نابینا:- ہمیں خواہ مخواہ گھبرانا نہ چاہیئے وہ جلدی واپس آجائیگا۔ تھوڑی دیر اور اس کا انتظار کرو، مگر آئندہ ہم کبھی اس کیساتھ باہر نہیں جائیں گے۔

سب سے بوڑھا نابینا:- ہم اکیلے باہر نہیں جا سکتے۔

پہلا نابینا:- ہم باہر قطعاً نہیں جائینگے میں تو باہر جانا پسند ہی نہیں کرتا۔

دوسرا نابینا:- ہم نے تو باہر جانے کی کوئی خواہش ظاہر نہیں کی تھی۔ کسی نے بھی اس کی درخواست نہیں کی تھی۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت:- جزیرے پر چھٹی کا دن تھا اور ہم ہر بڑی چھٹی پر باہر جایا کرتے ہیں۔

تیسری نابینا عورت:- میں ابھی سو رہی تھی کہ اس نے آکر میرا شانہ پکڑ کر جھنجوڑ ڈالا اور کہا ذرا اُٹھو، اُٹھو، بہت وقت ہو گیا، سورج چمک رہا ہے! کیا سُورج کا بھی کوئی وجود ہے؟ مجھے اسکا

علم نہیں تھا۔ میں نے سورج کو کبھی نہیں دیکھا۔

سب سے بوڑھا نابینا:۔ جب میں بہت چھوٹا سا تھا تو میں نے سورج کو دیکھا تھا۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ اور میں نے بھی بہت عرصہ ہوا جب میں ننھی سی بچی تھی مگر اب تو مجھے ٹھیک یاد بھی نہیں کہ کیسا تھا۔

تیسرا نابینا:۔ جب سورج چمکتا ہے تو ہر دفعہ وہ ہمیں باہر کیوں لے جانا چاہتا ہے؟ ہم میں سے کسی کی عقل میں اس سے اضافہ ہو جاتا ہے؟ مجھے تو کبھی اس کا بھی علم نہیں ہوتا کہ میں دوپہر کو چل رہا ہوں یا نصف شب کو۔

چھٹا نابینا:۔ میں تو دوپہر کو باہر نکلنا پسند کرتا ہوں، اُس وقت مجھے بہت روشنی محسوس ہوتی ہے اور میری آنکھیں کھُلنے کی بہت کوشش کرتی ہیں۔

تیسرا نابینا:۔ میں تو اسکو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ تناول خانہ میں کوئلے کی آگ کے سامنے بیٹھا رہوں، آج صبح وہاں خوب آگ دہک رہی تھی....

دوسرا نابینا:۔ اگر وُہ ہمیں باہر کی دھوپ میں لانا تھا تو صحن میں لا بٹھاتا۔ وہاں دیواروں کا آسرا تو ہے۔ باہر کوئی نہیں نکل سکتا جب دروازہ بند ہوتا ہے تو پھر کسی کا ڈر نہیں رہتا ــــ میں ہمیشہ اُسے بند کرتا ہوں ــــ تم نے میری بائیں کہنی کو کیوں چھُوا؟

پہلا نابینا:۔ میں نے تو تمہیں نہیں چھُوا۔ میں تو تم تک پہنچ بھی نہیں سکتا۔

دوسرا نابینا:۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ کسی نے میری کہنی کو چھُوا ہے۔

پہلا نابینا:۔ ہم میں سے کسی نے نہیں چھُوا۔

دوسرا نابینا:۔ میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں!

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ او خدا! او خدا! ہمیں بتا کہ ہم کہاں ہیں!

پہلا نابینا:۔ ہم یہاں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے منتظر نہیں رہ سکتے!

(بہت دور فاصلے پر گھڑیال آہستہ آہستہ بارہ بجاتا ہے)

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ آہ! ہم گھر سے کس قدر دور ہیں!

سب سے بوڑھا نابینا:۔ آدھی رات ہوگئی!

دوسرا نابینا:۔ دوپہر ہوگئی! کیا کسی کو معلوم ہے؟ بولو!

چھٹا نابینا:۔ میں نہیں جانتا لیکن میرا خیال ہے کہ ہم سایہ میں ہیں۔

پہلا نابینا:۔ میں کچھ بھی معلوم نہیں کرسکتا۔ ہم بہت دیر تک سوتے رہے۔

دوسرا نابینا:۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔

باقی اور سب:۔ ہم بھوکے ہیں اور پیاسے!

دوسرا نابینا:۔ کیا ہمیں یہاں آئے ہوئے بہت دیر ہوگئی؟

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں آئے ہوئے صدیاں بیت گئیں۔

چھٹا نابینا:۔ میں کچھ کچھ سمجھ چلا ہوں کہ ہم کہاں ہیں.....

تیسرا نابینا:۔ ہمیں اس طرف جانا چاہیئے جدھر آدھی رات کا گھنٹہ بج رہا ہے۔

(رات کی تاریکی میں طائران شب ایکدم سے چہکنا شروع کردیتے ہیں)

پہلا نابینا:۔ کیا تم سن رہے ہو؟ کیا تم سن رہے ہو؟

دوسرا نابینا:۔ ہم تنہا نہیں ہیں!

تیسرا نابینا:۔ میں بہت دیر سے اپنے شبہات پر غور کر رہا تھا۔ کوئی کن سنیاں لے رہا ہے۔ کیا وہ واپس آ گیا؟

پہلا نابینا:۔ میں نہیں جانتا یہ کیا ہے۔ یہ ہمارے اوپر ہے۔

دوسرا نابینا:۔ کیا اوروں نے کچھ سنا ہی نہیں؟ تم ہمیشہ خاموش رہتے ہو۔

سب سے بوڑھا نابینا:۔ ہم اب بھی سن رہے ہیں۔

جوان نابینا عورت:۔ مجھے اپنے قریب پروں کی آواز آ رہی ہے

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ او خدا! او خدا! ہمیں بتا ہم کہاں ہیں۔

چھٹا نابینا:۔ میں کچھ کچھ سمجھ رہا ہوں کہ ہم کہاں ہیں...... بیت المعذورین تو دریا کے اس پار ہے۔ ہم پرانے پل پر سے گذر کر آئے ہیں۔ وہ ہمیں جزیرے کے شمالی حصہ میں لایا ہے۔ ہم دریا سے زیادہ دور نہیں ہیں اور اگر ہم ایک لمحہ کیلئے کان لگا کر سنیں تو شاید اسکی آواز بھی سنائی دے جائیگی۔ اگر وہ واپس نہ آیا تو ہمیں دریا کے کنارے تک جانا پڑیگا۔ دن رات وہاں سے بڑے بڑے جہاز گذرا کرتے ہیں اور ملاح ہمیں ساحل پر کھڑا دیکھ لیں گے۔ شاید ایسا ہو کہ ہم اس جنگل میں ہوں جو بیمارستان کو گھیرے ہوئے ہے لیکن مجھے اس جنگل میں سے باہر نکلنے کا رستہ معلوم نہیں...... کیا کوئی میرے ساتھ چلنے پر آمادہ ہے؟

پہلا نابینا:۔ ہمیں نہیں بیٹھا رہنا چاہیئے! ہمیں منتظر رہنا چاہیئے، ہمیں منتظر رہنا چاہیئے۔

ہمیں بڑے دریا کی سمت معلوم نہیں ہو۔ اور بیت العذرین کے چاروں طرف دلدل ہے۔ ہمیں انتظار کرنا چاہیئے۔ ہمیں انتظار کرنا چاہیے ...... وہ واپس آجائیگا۔ اُسے یقیناً واپس آنا پڑے گا۔

چھٹا نابینا: کیا کسی کو معلوم ہے ہم یہاں کس راستے سے آئے تھے؟ جب ہم آرہے تھے تو اس نے ہم سے بیان تو کیا تھا۔

پہلا نابینا: میں نے تو غور سے نہیں سُنا۔

چھٹا نابینا: کیا کسی نے بھی اسکی باتیں سُنیں تھا؟

تیسرا نابینا: آئندہ ہمیں اسکی باتیں غور سے سُننی چاہیئں۔

چھٹا نابینا: ہم میں سے کوئی اِس جزیرے میں پیدا ہوا تھا؟

سب سے بوڑھا نابینا: تم خوب جانتے ہو کہ ہم یہاں کہیں اور سے آئے ہیں۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت: ہم سمندر پار سے آئے ہیں۔

پہلا نابینا: میں تو سمجھا تھا کہ سمندر عبور کرنے میں مر جاؤنگا۔

دوسرا نابینا: اور میں بھی ـــــ ہم دونوں ساتھ ہی آئے تھے۔

تیسرا نابینا: ہم تینوں ایک ہی گرجا سے آئے ہیں۔

پہلا نابینا: لوگ کہتے ہیں کہ جب مطلع صاف ہوتا ہے تو وہ یہاں سے نظر آتا ہے۔ شمال کیجانب ـــــ اُس کا کوئی مینار نہیں ہے۔

تیسرا نابینا: ہم اتفاقاً یہاں پہنچ گئے۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت: میں دوسری سمت سے آئی ہوں۔

دوسرا نابینا:۔ تم کہاں سے آئی ہو؟

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ اب تو میں اُس کو یاد کرنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتی جب میں اسکا ذکر کرتی ہوں تو اُس کا نقشہ بھی میرے ذہن میں نہیں آتا اُسکو بہت ہی عرصہ ہو گیا۔ وہاں سے یہاں زیادہ سردی تھی۔

جوان نابینا عورت:۔ اور میں بہت دُور سے آئی ہوں....

پہلا نابینا:۔ تو تم کہاں سے آئی ہو؟

جوان نابینا عورت:۔ یہ تو میں تمہیں نہیں بتا سکتی۔ میں اُسے کیسے بیان کر سکوں گی؟۔ وہ یہاں سے بہت ہی دُور ہے۔ وہ سمندروں کی دوسری طرف ہے۔ میں ایک بڑے شہر سے آئی ہوں..... میں صرف تمہیں اشاروں سے سمجھا سکتی ہوں اور ہم دیکھ نہیں سکتے.... میں بہت دُور دُور پھری ہوں.... مگر میں نے سورج دریا اور آگ اور پہاڑ اور چہرے اور عجیب عجیب پھول دیکھے ہیں.... اس جزیرے پر ان جیسے پھول بالکل نہیں ہیں۔ یہاں بہت تاریکی اور سردی ہے.... جب سے میری آنکھیں گئی ہیں میں نے پھر وہ خوشبو نہیں پہچانی.... لیکن میں نے اپنے والدین اور اپنی بہنوں کو دیکھا ہے.... اُس زمانہ میں میں یہ جاننے کے لئے بہت چھوٹی تھی کہ میں کہاں ہوں..... میں ابھی سمندر کے کنارے کھیلتی ہی تھی.... لیکن پھر بھی مجھے کتنی اچھی طرح یاد ہے کہ میں دیکھتی تھی۔ ایکدن میں نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر سے برف دیکھی تھی.... میں نے ابھی اُن کو پہچاننا ہی شروع کیا تھا جو کہ ناخوشگوار زندگی بسر کرنیوالے تھے...

پہلا نابینا:۔ اس سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

جوان نابینا عورت:۔ میں اب بھی بعض اوقات ایسے لوگوں کو انکی آواز سے پہچان سکتی ہوں۔

جب میں اُن کا خیال نہیں کرتی ہوتی تو میری یادداشتیں زیادہ واضح ہوتی ہیں۔

پہلا نابینا:- میری تو کوئی یادداشت نہیں ہیں....

(بڑے بڑے پرندوں کا ایک جھلڑ اوپر پتوں میں سے چیختا ہوا گذرتا ہے)

سب سے بوڑھا نابینا:- پھر کوئی چیز آسمان کے نیچے گذر رہی ہے!

دوسرا نابینا:- تم یہاں کیوں آئیں؟

سب سے بوڑھا نابینا:- تم کس سے کہہ رہی ہو؟

دوسرا نابینا:- اپنی چھوٹی بہن سے۔

جوان نابینا عورت:- اُنہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ میری آنکھیں ٹھیک کر دیگا۔ وہ کہتا ہے کہ میں کسی دن پھر دیکھنے لگونگی۔ پھر میں اس جزیرے سے جانیکے لائق ہو جاؤنگی....

پہلا نابینا:- ہم سب اس جزیرے سے رخصت ہونا چاہتے ہیں۔

دوسرا نابینا:- ہم سدا یہیں رہیں گے۔!

تیسرا نابینا:- وہ بہت بوڑھا ہے عمر سے کبھی اتنا وقت ہی نہیں ملیگا کہ ہماری آنکھیں ٹھیک کر دے!

جوان نابینا عورت:- میرے پپوٹے بند ہیں مگر میں محسوس کرتی ہوں کہ میری آنکھیں زندہ ہیں..

پہلا نابینا:- میرے تو کھلے ہوئے ہیں۔

دوسرا نابینا:- میں سوتا ہوں تو میری آنکھیں کھلی ہوئی ہوتی ہیں۔

تیسرا نابینا:- اس وقت ہمیں اپنی آنکھوں کا ذکر نہیں کرنا چاہیئے۔

دوسرا نابینا:- تمہیں یہاں آئے ہوئے زیادہ عرصہ تو نہیں ہوا؟

سب سے بوڑھا نابینا:۔ ایک شام کو، دعا خوانی کے دوران میں، میں نے عورتوں کی سمت میں ایک ایسی آواز سُنی جسے میں نہیں پہچانتا تھا اور میں تمہاری آواز سے پہچان گیا تھا کہ تم جوان ہو تمہاری آواز سنکر میں تمہیں نہ دیکھنا اچھا ہتا تھا۔۔۔۔

پہلا نابینا:۔ میں نے تو کبھی اس کا خیال نہیں کیا۔

دوسرا نابینا:۔ وہ ہمیں کبھی کوئی بات نہیں بتاتا۔

چھٹا نابینا:۔ لوگ کہتے ہیں کہ تم خوبصورت ہو جیسے کوئی عورت بہت دور سے آئی ہو؟

جوان نابینا عورت:۔ میں نے اپنے تئیں کبھی نہیں دیکھا۔

سب سے بوڑھا نابینا:۔ ہم میں سے کسی نے بھی ایکدوسرے کو نہیں دیکھا۔ ہم ایکدوسرے سے سوال کرتے ہیں اور ایکدوسرے کو جواب دیتے ہیں، ہم ایکساتھ رہتے ہیں۔ ہم ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں مگر ہم نہیں جانتے کہ ہم کیا ہیں!۔۔۔۔ یہ سب کچھ ٹھیک ہے کہ ایکدوسرے کو دونوں ہاتھوں سے چھو لیتے ہیں مگر آنکھیں ہاتھوں۔۔۔۔

چھٹا نابینا:۔ جب تم دھوپ میں ہوتے ہو تو میں بعض اوقات تمہارے سائے دیکھ لیتا ہوں۔

سب سے بوڑھا نابینا:۔ ہم نے کبھی وہ گھر بھی نہیں دیکھا جسمیں ہم رہتے ہیں۔ کھڑکیوں اور دیواروں کو بس چھو لیتے ہیں۔ جہاں ہم رہتے ہیں ہمیں اسکے متعلق کچھ بھی معلوم نہیں۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ ایک پرانا محل ہے، بہت تاریک اور بیحد اُجاڑ کسی نے اسمیں کبھی کوئی روشنی نہیں دیکھی سوائے اُس مینارہ کے جسمیں پادری کا کمرہ ہے۔

پہلا نابینا:۔ جنکو نظر نہیں آتا اُنہیں روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی،

چھٹا نابینا:۔ بیت المعذورین کے قرب و جوار میں جب میں بھیڑیں چرایا کرتا ہوں تو جب اُنہیں مینارہ میں روشنی نظر آتی ہے تو وہ خود بخود گھر چلی جاتی ہیں۔۔۔۔ اُنہوں نے کبھی آج تک مجھے

غلط راستہ پر نہیں ڈالا۔

سب سے بوڑھا نابینا:۔ سالہا سال سے ہم ایک ساتھ رہتے ہیں اور ہم نے کبھی ایک دوسرے کو نہیں دیکھا، یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم ہمیشہ تنہا ہیں۔ محبت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آنکھیں بھی ہوں۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ میں بعض دفعہ خواب دیکھتی ہوں کہ میں دیکھ سکتی ہوں۔

سب سے بوڑھا نابینا:۔ میں صرف اُس وقت دیکھ سکتا ہوں جب خواب دیکھ رہا ہوں....

پہلا نابینا:۔ میں خاص طور سے صرف آدھی رات کو خواب دیکھتا ہوں۔

دوسرا نابینا:۔ جب کسی کے ہاتھ ہی بے حرکت ہوں تو وہ خواب کس چیز کا دیکھیگا؟

(تند ہوا کا ایک جھونکا آتا ہے اور پتوں کی ایک بارش سی ہو جاتی ہے)

پانچواں نابینا:۔ یہ کون تھا جس نے میرے ہاتھ چھوئے؟

پہلا نابینا:۔ کوئی چیز ہے جو ہمارے چاروں طرف گر رہی ہے۔

سب سے بوڑھا نابینا:۔ وہ اوپر سے گر رہی ہے میں نہیں جانتا کیا چیز ہے....

پانچواں نابینا:۔ یہ کون تھا جس نے میرے ہاتھ چھوئے؟ میں سو رہا تھا۔ مجھے سونے دو!

سب سے بوڑھا نابینا:۔ تمہارے ہاتھ کسی نے نہیں چھوئے۔

پانچواں نابینا:۔ یہ کون تھا جس نے میرے ہاتھ پکڑے؟ زور سے جواب دو۔ میں ذرا اونچا سُنتا ہوں....

سب سے بوڑھا نابینا:۔ ہمیں خود معلوم نہیں۔

پانچواں نابینا:۔ کیا وہ ہمیں آگاہ کرنے آئے ہیں؟

چھوڑ دیا، وہ ہمیشہ خائف نظر آتی ہے...

سب سے بوڑھا بینا: کیا تمہیں یہاں ڈر نہیں لگتا؟

پہلا نابینا: کسے۔

سب سے بوڑھا نابینا: ہمیں سبکو۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت: ہاں! ہاں، ہمیں ڈر لگتا ہے!

جوان نابینا عورت: ہمیں ایک عرصہ سے ڈر لگتا رہا ہے!

پہلا نابینا: تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟

سب سے بوڑھا نابینا: میں نہیں جانتا میں یہ کیوں پوچھ رہا ہوں!... کوئی بات ایسی ہے۔ جسے میں سمجھ نہیں سکتا! ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میں نے ہمیں میں سے کسی کے ایکدم سے رونے کی آواز سنی ہے!...

پہلا نابینا: ڈرنے سے بھلا کیا فائدہ۔ شاید وہ دیوانی عورت ہوگی...

سب سے بوڑھا نابینا: اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہے... مجھے یقین ہے کہ اسکے علاوہ کچھ اور بھی ہے... صرف یہی نہیں ہے جو مجھے خوف زدہ کر رہا ہے...

سب سے بوڑھی نابینا عورت: جب بھی وہ اپنے بچہ کو دودھ پلانیکو ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ چیخا کرتی ہے۔

پہلا نابینا: صرف یہی ایک ہے جو اس طرح چیختی ہے!

سب سے بوڑھی نابینا عورت: کہا جاتا ہے کہ وہ اب بھی کبھی کبھی دیکھ سکتی ہے...

پہلا نابینا: اوروں کے رونے کی آواز کبھی کسی نے نہیں سنی۔

سب سے بوڑھا نابینا: رونے کے لئے ضروری ہے کہ آنکھیں بھی ہوں...

پہلا نابینا:- جواب دینا بالکل بیکار ہے۔ اُسے کچھ بھی سُنائی نہیں دیتا۔

تیسرا نابینا:- یہ ماننا پڑیگا کہ بہرے بہت ہی بدقسمت ہوتے ہیں!

سب سے بوڑھا نابینا:- میں تو بیٹھے بیٹھے تھک گیا!

چھٹا نابینا:- میں تو اس جگہ سے اُکتا گیا۔

دوسرا نابینا:- مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے بہت دور ہیں ... آؤ ذرا قریب قریب آجائیں ـــــ سردی بڑی شروع ہوگئی۔

تیسرا نابینا:- میں کھڑے ہونیکی جرأت نہیں کر سکتا! جو جہاں ہو وہیں بیٹھا رہے تو بہتر ہے۔

سب سے بوڑھا نابینا:- اس کا کسی کو علم نہیں ہے کہ ہمارے درمیان کیا ہے۔

چھٹا نابینا:- میں سمجھتا ہوں کہ شاید میرے ہاتھوں سے خون بہ رہا ہے۔ میں کھڑا ہونا چاہتا تھا۔

تیسرا نابینا:- میں سُن سکتا ہوں کہ تم میری طرف جھکے ہوئے ہو۔

(دیوانی نابینا عورت اپنی آنکھیں زور سے ملتی ہے درد بھری آواز میں چیختی ہے۔

اور بار بار بےچین وحرکت پادری کی طرف منہ پھیرتی ہے۔)

پہلا نابینا:- مجھے کسی اور شور کی آواز آرہی ہے ....

سب سے بوڑھی نابینا عورت:- میرا قیاس ہے کہ یہ ہماری غریب بہن ہی جو آنکھیں مل رہی ہو۔

دوسرا نابینا:- وہ اور کچھ کرتی ہی نہیں۔ مجھے روز رات کو اسکی آواز سنائی دیتی ہے۔

تیسرا نابینا:- وہ دیوانی ہے وہ کبھی کچھ بولتی ہی نہیں۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت:- جب سے اُسکے ہاں بچہ ہوا ہے اُس نے بولنا ہی

بڑھتی ہے مگر پھولوں کے اطراف میں جو گرے ہوئے درخت اور چٹانیں ہیں انکی وجہ سے رُک جاتی ہے۔

وہ یہاں ہیں ۔۔۔ میں اُن تک نہیں پہنچ سکتی۔ وہ تمہاری طرف ہیں۔

چھٹا نابینا:۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں اُنہیں توڑ رہا ہوں (اپنے قریب ٹٹول کر وہ بچے کھچے پھول توڑتا ہو اور اسکی طرف ہاتھ بڑھا کر دیتا ہے۔ طائران شب اُڑ جاتے ہیں)

جوان نابینا عورت:۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں نے ان پھولوں کو کبھی دیکھا ہے، ...... میں ان کا نام بھول گئی ...... مگر یہ کس قدر مرجھائے ہوئے ہیں۔ اور انکے ڈنٹھل کس قدر نرم ہیں میں بمشکل انہیں پہچان سکی ... میں سمجھتی ہوں کہ یہ پھول مردنگی میں (دنیا والوں میں پھولنکو گوندھ لیتی ہے)

سب سے بوڑھا نابینا:۔ مجھے تمہارے بالوں کی آواز آ رہی ہے،

جوان نابینا عورت:۔ یہ تو پھولوں کی آواز ہے....

سب سے بوڑھا نابینا: ہم تمہیں دیکھ نہ سکیں گے....

جوان نابینا عورت:۔ میں خود اپنے آپ کو نہ دیکھ سکونگی .... (اسی لمحہ جنگل میں زور کا جھکڑ چلتا ہے اور سمندر قریب کی چٹانوں سے زور سے ٹکرا کر شدت کا شور برپا کرتا ہے)

پہلا نابینا:۔ گرج ہو رہی ہے۔

دوسرا نابینا:۔ شاید طوفان آ رہا ہے۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ میں سمجھتی ہوں کہ سمندر کا شور ہے،

تیسرا نابینا:۔ سمندر؟ ۔۔۔ کیا یہ سمندر کی آواز ہے؟ ۔۔۔ لیکن وہ تو ہم سے دو قدم کے فاصلہ پر ہے! ۔۔۔ وہ تو ہمارے برابر ہی میں ہے اب مجھے تو اپنے چاروں طرف اسکی آواز سنائی دیتی ہے! ۔ یہ کچھ اور چیز ہو گی

جوان نابینا عورت :- ہمارے قریب ہے مجھے پھولوں کی خوشبو آ رہی ہے۔

پہلا نابینا :- مجھے صرف مٹی کی بُو آ رہی ہے!

جوان نابینا عورت :- یہاں پھول ہیں، یہاں ہمارے قریب پھول ہیں!

دوسرا نابینا :- مجھے تو صرف مٹی کی بو آ رہی ہے!

سب سے بوڑھی نابینا عورت :- مجھے ابھی ابھی ہوا کے جھونکے کیساتھ پھولوں کی خوشبو آئی ہے ۔۔۔

تیسرا نابینا :- مجھے تو صرف مٹی کی بُو آ رہی ہے!

سب سے بوڑھا نابینا :- میں سمجھتا ہوں کہ عورتیں سچ کہہ رہی ہیں۔

چھٹا نابینا :- کہاں ہیں وہ؟ —— میں جا کر انہیں توڑ لاؤں گا۔

جوان نابینا عورت :- تمہاری دائیں طرف، کھڑے ہو۔

(چھٹا نابینا آہستہ آہستہ اُٹھتا ہے اور درختوں اور جھاڑیوں سے ٹکراتا الجھتا ٹٹول ٹٹول کر پھولوں کا رُخ کرتا ہے اور انکو کچلتا روندتا آگے بڑھتا ہے۔)

جوان نابینا عورت :- میں سن سکتی ہوں کہ تم سبز ڈنٹھلوں کو توڑ رہے ہو! ٹھہرو ٹھہرو!

پہلا نابینا :- پھولوں کا فکر مت کرو، بلکہ واپس آنیکا فکر کرو۔

چھٹا نابینا :- میں اپنے قدموں لوٹنے کی جرات نہیں کر سکتا۔

جوان نابینا عورت :- تمہیں واپس نہیں آنا چاہیئے! —— ٹھہرو —— (وہ اُٹھتی ہی) آہ! زمین کس قدر ٹھنڈی ہے۔ وہ جمنے والی ہے —— (بغیر ٹھٹکے ہوئے وہ عجیب زرد پھولوں کی طرف

جوان نابینا عورت :- مجھے تو موجوں کی آواز اپنے قدموں کے قریب آرہی ہے ،

پہلا نابینا :- میرا خیال ہے کہ مردہ پتوں میں ہوا سنسنا رہی ہے ۔

سب سے بوڑھا نابینا :- میں سمجھتا ہوں کہ عورتیں ٹھیک کہہ رہی ہیں ۔

تیسرا نابینا :- وہ یہاں آجائیگی !

پہلا نابینا :- ہوا کہاں سے آتی ہو ؟

دوسرا نابینا :- سمندر ہی سے آتی ہے ،

سب سے بوڑھا نابینا :- وہ ہمیشہ سمندر ہی سے آتی ہے ۔ سمندر ہمیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہو ۔ اور کہیں سے وہ آ ہی نہیں سکتی ۔۔۔

پہلا نابینا :- اب اس سمندر کا ذکر چھوڑ دو ،

دوسرا نابینا :- مگر ہم اسے کیسے بھلا سکتے ہیں کیونکہ وہ تو اب ہم تک پہنچنے والا ہو !

پہلا نابینا :- تم نہیں جانتے کہ یہ سمندر ہی ہے ۔

دوسرا نابینا :- مجھے تو اسکی موجوں کی آواز اتنی صاف سنائی دیرہی ہے کہ جیسے میں اب اس میں اپنے ہاتھ ڈبونا ہی چاہتا ہوں ! اب ہم یہاں نہیں ٹھہر سکتے ! ممکن ہو کہ موجیں چاروں طرف ہمکو گھیرے ہوئے ہوں

سب سے بوڑھا نابینا :- تم کہاں جانا چاہتے ہو ؟

دوسرا نابینا :- کہیں بھی ! کہیں بھی ! میں اس پانی کا شور اب زیادہ نہیں سنونگا ! چلو یہاں سے چلیں ! چلو یہاں سے چلیں !

تیسرا نابینا :- مجھے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ اسکے علاوہ اور کسی چیز کی آواز بھی مجھے آرہی ہے ۔ سنو !

(کُوکھے پتوں کے ساتھ تیز تیز قدموں سے چلنے کی آواز دُور سے سنائی دیتی ہے)

پہلا نابینا: کوئی چیز ہماری طرف آ رہی ہے:

دوسرا نابینا: وہ آ رہا ہے! وہ آ رہا ہے! وہ واپس آ رہا ہے!

تیسرا نابینا: وہ چھوٹے چھوٹے قدم لے رہا ہے جیسے کوئی ننھا سا بچہ ہوتا ہے...

دوسرا نابینا: ایسا کرو کہ آج اُسے بُرا بھلا نہ کہو!

سب سے بوڑھی نابینا عورت: میرا خیال ہے کہ یہ انسان کے قدموں کی آواز نہیں ہے۔

(ایک بڑا سا کُتا جنگل میں داخل ہوتا ہے اور ان کے سامنے سے گزر جاتا ہے — خاموشی ہے)

پہلا نابینا: کون آ رہا ہے؟ — تم کون ہو؟ — ہم پر ترس کھاؤ ہم اتنی دیر سے انتظار کر رہے ہیں!... (کُتا ٹھہر جاتا ہے اور واپس آ کر اپنا اگلا پاؤں نابینا کے گھٹنے پر رکھ دیتا ہے) ہائیں ہائیں! تم نے میرے گھٹنے پہ کیا رکھ دیا؟ یہ کیا ہے؟... کیا یہ کوئی جانور ہے؟ شاید یہ کُتا ہے؟ ہاں، ہاں! یہ کُتا ہے، بیت المعذورین کا کُتا ہے! آؤ آؤ! وہ ہمیں بچانے آیا ہے! آؤ آؤ!

باقی اور سب - آؤ! آؤ!

پہلا نابینا: وہ ہمیں بچانے آیا ہے! وہ ہمارے پاؤں کے نشانوں پر آیا ہے! وہ میرا ہاتھ چاٹ رہا ہے گویا اس نے مجھے صدیوں بعد پایا ہے! وہ خوشی سے بھونک رہا ہے! وہ مارے خوشی کے مر جائیگا! سنو! سنو!

باقی اور سب: آؤ! آؤ!

سب سے بوڑھا نابینا: شاید وہ کسی سے آگے نکل کر چلا آیا ہے۔۔۔

پہلا نابینا: نہیں نہیں وہ اکیلا ہے ۔۔۔ مجھے کسی اور کے آنے کی آواز سنائی نہیں دے رہی ۔۔۔ ہمیں کسی اور رہنما کی ضرورت نہیں۔ ان سے بہتر کوئی اور نہیں ہے۔ ہم جہاں بھی جانا چاہیں یہ ہماری رہنمائی کریگا۔ وہ ہماری فرمانبرداری کریگا۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت: میں تو اسکے پیچھے پیچھے جاؤنگی اپنے میں ہمت نہیں رکھتی۔

جوان نابینا عورت: اور نہیں۔

پہلا نابینا: کیوں نہیں؟ اسے ہم سے بہتر نظر آتا ہے

دوسرا نابینا: ہمیں اس وقت عورتوں کی باتیں سننی چاہیے!

تیسرا نابینا: میرا خیال ہے کہ آسمان میں کوئی چیز نکل گئی ہے۔ میں بفراغت سانس لے رہا ہوں۔ ہوا آج صاف ہے۔۔۔۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت: یہ سمندر کی ہوا ہے جو ہمارے چاروں طرف چل رہی ہے۔

چھٹا نابینا: مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب روشنی ہونیوالی ہے۔ میرا خیال ہے کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔

سب سے بوڑھا نابینا: میں سمجھتا ہوں کہ سردی بڑھنے والی ہے۔۔۔

پہلا نابینا: ہم راستہ معلوم کر لیں گے۔ وہ مجھے گھسیٹ کر لئے جا رہا ہے۔ وہ بہت ہی خوش ہے۔ میں اب اسے روک نہیں سکتا!۔۔۔ میرے پیچھے آؤ! میرے پیچھے آؤ! ہم گھر چل رہے ہیں۔

وہ اٹھتا ہے۔ کتا اسے گھسیٹ کر بے حس و حرکت پادری کے قریب لیجاتا ہے اور وہاں

ٹھیر جاتا ہے)

باقی اور سب: تم کہاں ہو! تم کہاں ہو؟ تم کہاں جا رہے ہو؟ ہوشیار ہو!

پہلا نابینا: ٹھیرو! ٹھیرو! ابھی میرے پیچھے مت آؤ۔ میں واپس آتا ہوں...... وہ جھپکا کھا کر یہ کیا ہے؟ — آہ! آہ! میں نے کسی بہت ہی سرد چیز کو چھوا ہے۔

دوسرا نابینا: تم کیا کہہ رہے ہو! میں بہ مشکل تمہاری آواز سن سکتا ہوں۔

پہلا نابینا: میں نے چھوا ہے...... میرا قیاس ہے کہ میں ایک چہرے کو چھو رہا ہوں!

تیسرا نابینا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ — اب تو کوئی مشکل سے تمہاری بات سمجھ سکیگا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ — تم کہاں ہو؟ — کیا تم ہم سے بہت دور ہو چکے ہو؟

پہلا نابینا: آہ! آہ! آہ! میں ابھی نہیں پہچان سکا کہ یہ کیا ہے ہمارے درمیان ایک مردہ آدمی ہے۔

باقی اور سب: ہمارے درمیان ایک مردہ آدمی ہے؟ تم کہاں ہو؟ تم کہاں ہو؟

پہلا نابینا: ہمارے درمیان ایک مردہ آدمی ہے! میں تم سے کہہ تو رہا ہوں۔ آہ! آہ! میں — مردہ چہرے کو چھوا ہے! — تم ایک نعش کے برابر میں بیٹھے ہوئے ہو! ہم میں سے کوئی یکایک مر گیا ہو گا۔ مگر بولو تو سہی تاکہ مجھے معلوم ہو کہ کون کون زندہ ہے! تم کہاں ہو؟ — جواب دو! سب کے سب ایک ساتھ جواب دیا۔

(وہ یکے بعد دیگرے جواب دیتے ہیں۔ سوائے دیوانی اور بہرے کے۔ تینوں بوڑھی عورتوں نے دعا خوانی ملتوی کر دی ہے۔)

پہلا نابینا - میں اب تمہاری آوازیں نہیں پہچان سکتا.... تم سب ایک ہی طرح بول رہے ہو!.... سب کی آوازیں کانپ رہی ہیں!

تیسرا نابینا: دو ایسے ہیں جنہوں نے جواب نہیں دیا.... وہ کہاں ہیں؟

(وہ اپنی لکڑی سے پانچویں نابینا کو چھوتا ہے)

پانچواں نابینا: آہ! آہ! ابھی سو رہا تھا۔ مجھے سونے دو!

چھٹا نابینا: یہ تو زندہ ہے ـــ کیا دیوانی سوتی رہی؟

سب سے بوڑھی نابینا عورت: میرے برابر بیٹھی ہوئی ہے، مجھے اس کی زندگی کا احساس ہو رہا ہے

پہلا نابینا: میں سمجھتا ہوں.... میں سمجھتا ہوں کہ یہ پادری ہے! ـــ وہ کھڑا ہوا ہے آؤ! آؤ! آؤ!

دوسرا نابینا: وہ کھڑا ہوا ہے؟

تیسرا نابینا: تو وہ مرا نہیں ہے۔

سب سے بوڑھا نابینا: وہ کہاں ہے؟

چھٹا نابینا: آؤ اور دیکھو!

(وہ سب اٹھتے ہیں سوائے دیوانی اور پانچویں اندھے کے اور مردہ کی طرف ٹٹولتے ہوئے بڑھتے ہیں)

دوسرا نابینا: کیا وہ یہاں ہے؟ کیا وہی ہے؟

تیسرا نابینا: ہاں! میں اسے پہچانتا ہوں!

پہلا نابینا:۔ او خدا! او خدا! ہمارا کیا حشر ہوگا۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ مقدس باپ مقدس باپ ہو آپ ہی ہیں؟ مقدس باپ. کیا ہوگیا؟ آپ کو کیا ہوگیا؟ —— ہمیں جواب دیجئے —— ہم سب آپکے گرد جمع ہیں ..... آہ! آہ! آہ!

سب سے بوڑھا نابینا:۔ تھوڑا سا پانی لاؤ. شاید وہ ابھی زندہ ہو ..

دوسرا نابینا:۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے شاید وہ اس لائق ہو جائے کہ گھر تک ہماری رہنمائی کر سکے ...

تیسرا نابینا:۔ یہ بے سُود ہے مجھے اسکے دل کی آواز سنائی نہیں دے رہی —— وہ سرد ہو ....

پہلا نابینا:۔ وہ ایک لفظ بھی کہے بغیر مر گیا۔

تیسرا نابینا:۔ اُسے چاہیئے تھا کہ ہمیں آگاہ کر دیتا۔

دوسرا نابینا:۔ آہ! وہ کسقدر ضعیف تھا! ..... پہلی مرتبہ ہے کہ میں نے اسکا چہرہ چھُوا ..

تیسرا نابینا:۔ نعش کو ٹٹول کر) وہ ہم سب سے لمبا ہے۔

دوسرا نابینا:۔ اسکی آنکھیں کھُلی ہوئی ہیں. وہ اس طرح مرا ہے کہ اُس کے بازو گُتھے ہوئے ہیں۔

پہلا نابینا:۔ وہ اس طرح بلا وجہ مرا ...

دوسرا نابینا:۔ وہ کھڑا ہوا نہیں ہے وہ ایک پتھر پر بیٹھا ہوا ہے۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ او خدا! او خدا! مجھے سب کچھ معلوم نہیں تھا۔ وہ سب کچھ ... وہ اتنے عرصہ سے بیمار تھا اسکی حالت آج بگڑ گئی ہوگی! آہ! آہ! آہ! —— اس نے ہی تو بہت دفعہ زندگی گذاری ... جب ہمارے ہاتھ دباتا تھا تو وہ شکایت کرتا تھا ... انسان ہمیشہ

سمجھ ہی نہیں جاتا، انسان کبھی سمجھتا ہی نہیں۔۔۔ آؤ ہم سب اُسے گھیر کر دعا مانگیں۔ دو زانو ہو جاؤ۔

(عورتیں آہ و زاری کرتے ہوئے: دو زانو ہو جاتی ہیں)

پہلا نابینا: میں تو دو زانو ہونے کی جرأت نہیں کر سکتا....

دوسرا نابینا: کسی کو نہیں معلوم کہ یہاں دو زانو ہوئے ہیں کوئی کس چیز پر گھٹنے ٹکا رہا ہے...

تیسرا نابینا: کیا وہ بیمار تھا.. اُس نے تو ہم سے کچھ نہیں کہا....

دوسرا نابینا: جب وہ جا رہا تھا تو میں نے اس کی ایک سرگوشی کی آواز سنی تھی... میرا قیاس ہے کہ وہ ہماری جوان بہن سے کچھ کہہ رہا تھا۔ کیا کہا تھا اُس نے؟

پہلا نابینا: وہ جواب نہیں دے گی۔

دوسرا نابینا: اب تم ہمیں جواب ہی نہیں دو گی؟ لیکن تم اب کہاں ہو؟ بولو!

سب سے بوڑھی نابینا عورت: تم نے اُسے بے حد تکلیف میں مبتلا کیا۔ تم نے اُسے مار ڈالا... تم آگے بڑھنا نہیں چاہتے تھے۔ کھانا کھانے کے لئے تم سڑک کے کنارے پتھروں پر بیٹھنا چاہتے تھے تم سارے دن بڑبڑاتے رہے... میں نے اُسے ٹھنڈے سانس بھرتے سنا...، اُس کا جی چھوٹ گیا...

پہلا نابینا: کیا وہ بیمار تھا؟ تمہیں اس کا علم تھا؟

سب سے بوڑھا نابینا: ہمیں کچھ بھی معلوم نہیں تھا... ہم نے اُسے کبھی نہیں دیکھا تھا... ہمیں کب کبھی ایسی چیز کا علم ہوا؟ جو ہماری غریب مردہ آنکھوں کے سامنے ہو رہی ہو؟... اُس نے کبھی شکایت نہیں کی وہ تو بازی سر سے گذر گیا... میں نے تین کو مرتے دیکھا مگر کبھی اس طرح نہیں... اب ہماری باری ہے...

پہلا نابینا: میں نے اُسے تکلیف میں مبتلا نہیں کیا تھا — میں نے کبھی کوئی بات نہیں کہی...

دوسرا نابینا: اور نہیں تو ہم تو بے چون و چرا اسکے پیچھے ہو لئے۔

تیسرا نابینا: وہ دیوانی کے لئے پانی لانے میں مرا . . .

پہلا نابینا: اب ہم کیا کریں؟ ہم کہاں جائیں؟

تیسرا نابینا: کتا کہاں ہے؟

پہلا نابینا: یہاں، وہ مردے کو نہ چھوڑیگا۔

تیسرا نابینا: اُسے گھسیٹ لو! اُسے بھگا دو! اُسے بھگا دو!

پہلا نابینا: وہ مردے کو نہیں چھوڑیگا!

دوسرا نابینا: ہم ایک مُردہ آدمی کے پاس ٹھیرے نہیں رہ سکتے! . . . ہم اس تاریکی میں اس طرح نہیں مر سکتے!

تیسرا نابینا: ہمیں اکیلا ٹھیرنا چاہیئے۔ ہمکو ایکدوسرے سے علیحدہ نہیں ہونا چاہیئے آؤ ہم ایکدوسرے کا ہاتھ پکڑلیں۔ آؤ ہم سب اس پتھر پر بیٹھ جائیں . . . اور کہاں ہیں؟ یہاں، آؤ آؤ! آؤ!

سب سے بوڑھا نابینا: تم کہاں ہو؟

تیسرا نابینا: یہاں میں یہاں ہوں کیا ہم سب ایک جگہ ہیں؟ —— میرے اور بھی قریب آجاؤ۔ تمہارے ہاتھ کہاں ہیں؟ —— بہت سردی ہے۔

جوان نابینا عورت: اوہ! تمہارے ہاتھ کس قدر ٹھنڈے ہیں!

تیسرا نابینا: تم کیا کر رہی ہو؟

جوان نابینا عورت: میں اپنی آنکھوں کو چھو رہی تھی . . . . مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میں یکایک

سب کچھ دیکھنے والی ہوں....

پہلا نابینا:۔ یہ کون رو رہا ہے؟

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ یہ دیوانی عورت ہو جو رو رہی ہے۔

پہلا نابینا:۔ اسے بے شک حقیقت حال کا علم نہیں ہے؟

سب سے بوڑھا نابینا:۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہاں مر جائیں گے....

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ شاید کوئی آ جائے....

سب سے بوڑھا نابینا:۔ بھلا قیاس کیا کہتا ہے کہ کون آئے گا؟...

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ میں نہیں جانتی۔

پہلا نابینا:۔ میرا خیال ہے کہ راہبات بیت المعذورین میں سے نکلیں گی...

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ شام کے وقت وہ کبھی نہیں نکلتیں

جوان نابینا عورت:۔ وہ کبھی باہر ہی نہیں نکلتیں۔

دوسرا نابینا:۔ میرا خیال ہے کہ بڑے مینارہ نور کے لوگ ہمیں دیکھ لیں گے

سب سے بوڑھا نابینا:۔ وہ اپنے مینارہ سے کبھی نہیں اترتے۔

تیسرا نابینا:۔ شاید وہ ہمیں دیکھ لیں....

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ وہ ہمیشہ سمندر کی طرف دیکھتے رہتے ہیں

تیسرا نابینا:۔ سردی بڑھ رہی ہے:

سب سے بوڑھا نابینا:۔ مردہ پتوں کی آواز سنو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برف جم رہی ہے۔

جوان نابینا عورت :- آواز ہیں کس قدر سخت ہو!
تیسرا نابینا :- مجھے اپنی طرف ایک ایسی آواز سنائی دے رہی ہے جسکو میں سمجھ نہیں سکتا...
سب سے بوڑھا نابینا :- یہ چٹانوں سے سمندر کے ٹکرانے کی غمناک آواز ہے۔
تیسرا نابینا :- میں یہ سمجھا کہ عورتوں کی آواز ہے۔
سب سے بوڑھی نابینا عورت :- مجھے موجوں سے برف کے ٹوٹنے کی آواز آرہی ہے
پہلا نابینا :- یہ کون ہے جو اس طرح کانپ رہا ہے؟ وہ ہم سب کو جو اس پتھر پر بیٹھے ہیں ہلا رہا ہے!
دوسرا نابینا :- میں اپنا ہاتھ بھی نہیں کھول سکتا۔
سب سے بوڑھا نابینا :- مجھے ایک اور آواز سنائی دے رہی ہے جسے میں نہیں سمجھ سکتا......
پہلا نابینا :- ہم میں سے یہ کون ہے جو اسطرح کانپ رہا ہے؟ وہ پتھر کو ہلا رہا ہے!
سب سے بوڑھا نابینا :- میں تو سمجھتا ہوں کہ کوئی عورت ہو۔
سب سے بوڑھی نابینا عورت :- میں سمجھتی ہوں کہ دیوانی عورت سب سے زیادہ کانپ رہی ہے۔
تیسرا نابینا :- مجھے اسکے بچے کی آواز نہیں آرہی۔
سب سے بوڑھی نابینا عورت :- میرا خیال یہ ہے کہ وہ اب بھی دودھ پی رہا ہے۔
سب سے بوڑھا نابینا :- جہاں ہم میں صرف یہی ایک ہے جو دیکھ سکتا ہو!
پہلا نابینا :- مجھے شمالی ہوا کی آواز آرہی ہے۔
چھٹا نابینا :- میرا خیال ہے کہ اب ستارے نہیں چمک رہے۔ اب برف پڑنے والی ہے۔

دوسرا نابینا :- بس تو ہم ختم ہوئے !

تیسرا نابینا :- اگر ہم میں سے کوئی سو جائے تو اُسے جگا دینا چاہیئے

سب سے بوڑھا نابینا :- مجھے تو کچھ نیند آ رہی ہے

(ہوا کے ایک تند جھونکے سے پتے لڑکھڑاتے ہیں)

جوان نابینا عورت :- کیا تم مُردہ پتوں کی آواز سُن رہے ہو ؟ میں سمجھتی ہوں کہ ہماری طرف کوئی آ رہا ہے !

دوسرا نابینا :- یہ تو ہوا ہے سُنو !

تیسرا نابینا :- اب کوئی نہیں آئیگا !

سب سے بوڑھا نابینا :- شدید سردی آ رہی ہے ۔

جوان نابینا عورت :- مجھے دُور کسی کے چلنے کی آواز آ رہی ہے !

پہلا نابینا :- مجھے صرف مُردہ پتوں کی آواز آ رہی ہے

جوان نابینا عورت :- ہم سے بہت دور مجھے کسی کے چلنے کی آواز آ رہی ہے !

دوسرا نابینا :- مجھے صرف شمالی ہوا کی آواز سُنائی دے رہی ہے

جوان نابینا عورت :- میں تم سے کہتی ہوں کہ کوئی ہماری طرف آ رہا ہے ۔

سب سے بوڑھی نابینا عورت :- مجھے بہت ہی ہلکے قدموں کی آواز آ رہی ہے ...

سب سے بوڑھا نابینا :- میں سمجھتا ہوں کہ عورتیں ٹھیک کہہ رہی ہیں ۔

(برف باری شروع ہو جاتی ہے ۔)

پہلا نابینا :۔ آہ! آہ یہ کیا چیز ہے اس قدر سرد میرے ہاتھوں پر پڑ رہی ہے۔

چھٹا نابینا :۔ برف باری ہو رہی ہے!

پہلا نابینا : آؤ ہم ایکدوسرے کے قریب ہو جائیں۔

جوان نابینا عورت :۔ مگر قدموں کی آواز تو سنو!

سب سے بوڑھی نابینا عورت :۔ خدا کیلئے ذرا ایک لمحہ تو خاموش رہو!

جوان نابینا عورت :۔ قدم قریب آرہے ہیں! وہ قریب آرہے ہیں! ذرا سنو!

(اب ایکدم سے دیوانی کا بچہ اندھیرے میں چیخیں مار کر رونے لگتا ہے)

سب سے بوڑھا نابینا :۔ بچہ رو رہا ہے!

جوان نابینا عورت :۔ وہ دیکھ رہا ہے! وہ دیکھ رہا ہے! وہ رو رہا ہے تو کچھ نہ کچھ ضرور دیکھ رہا ہے!

(وہ بچے کو گود میں اٹھا لیتی ہے اور اُس سمت میں چلتی ہے جدھر سے قدموں کی آواز آتی معلوم ہو رہی ہے۔ اور عورتیں اُسکے پیچھے گھبرا کر چلتی ہیں اور اسے گھیر لیتی ہیں۔) میں جاکر اس سے ملتی ہوں۔

سب سے بوڑھا نابینا :۔ احتیاط رکھو!

جوان نابینا عورت :۔ آہ! وہ کس قدر رو رہا ہے! کیا ہے؟ — مت رو — ڈرمت — ڈرنے کی کوئی چیز نہیں ہے ہم سب یہاں تجھے گھیرے ہوئے ہیں — تو کیا دیکھ رہا ہے؟ — کسی چیز سے ڈر مت لے — اسطرح مت رو! — تو کیا دیکھ رہا ہے؟ — ہمیں بتا کہ تو کیا دیکھ رہا ہے؟

سب سے بوڑھی نابینا عورت :۔ قدموں کی آواز قریب آتی جارہی ہے۔ سنو! سنو!

سب سے بوڑھا نابینا: مجھے مردہ پتوں میں کسی کے لباس کی سرسراہٹ سنائی دے رہی ہے۔

چھٹا نابینا: کیا وہ کوئی عورت ہے؟

سب سے بوڑھا نابینا: کیا وہ قدموں کی آواز ہے؟

پہلا نابینا: شاید وہ پتوں پر سمندر کی آواز ہے؟

جوان نابینا عورت: نہیں، نہیں! قدموں کی آواز ہے! قدموں کی آواز! یہ قدموں کی آواز ہے

سب سے بوڑھی نابینا عورت: ہمیں جلد ہی معلوم ہو جائیگا۔ مردہ پتوں کی آواز سنو!

جوان نابینا عورت: مجھے انکی آواز آرہی ہے! مجھے انکی آواز بالکل ہمارے قریب سے آرہی ہے! سنو! سنو! کیا ہے جو وہ دیکھ رہا ہے؟ وہ کس کو دیکھ رہا ہے؟

سب سے بوڑھی نابینا عورت: وہ کس طرف دیکھ رہا ہے؟

جوان نابینا عورت: وہ ہمیشہ قدموں کی آواز کا پیچھا کرتا ہے! اسے دیکھو! دیکھو جب میں اسکا رخ پھیر دیتی ہوں تو وہ دیکھنے کے لئے پھر پلٹ جاتا ہے ... وہ دیکھتا ہے! وہ دیکھتا ہے! وہ دیکھتا ہے! اسے کوئی نہ کوئی — عجیب و غریب چیز نظر آرہی ہوگی! ...

سب سے بوڑھی نابینا عورت: (آگے آتے ہوئے) اسے ہم سے اوپر اٹھاؤ تاکہ وہ دیکھے۔

جوان نابینا عورت: ایک طرف کو ہو جاؤ! ایک طرف کو ہٹ جاؤ! (وہ بچے کو سب اندھوں سے اونچا اٹھاتی ہے) قدموں کی آواز عین ہمارے بیچوں بیچ آکر ٹھہر گئی! ......

سب سے بوڑھا نابینا:۔ وہ یہاں ہیں! وہ یہاں ہیں ہمارے درمیان!

جوان نابینا عورت:۔ تم کون ہو؟

(خاموشی)

سب سے بوڑھی نابینا عورت:۔ ہم پر رحم کرو!

(خاموشی۔ بچہ اور بھی زور سے روتا ہے)

(ختم شد)

بے بسی

افراد

تین بیٹیاں
نانا
باپ
رشتے کے ماموں
خادمہ

بے بسی

منظر: دیہاتی وضع کے ایک پرانے گھر کا کمرہ۔ کمرے میں مدہم روشنی۔ ایک دروازہ دائیں طرف، ایک بائیں طرف، اور پوشیدہ دروازہ کونے میں عقبی حصے میں رنگین شیشوں والی کھڑکیاں جن میں سبز رنگ نمایاں ہے شیشوں والا ایک دروازہ برآمدے میں کھلتا ہے ایک کونے میں لمبا سا گھنٹہ، ایک چراغ روشن ہے۔

تینوں بیٹیاں:۔ یہاں آجائیے نانا ابا روشنی میں بیٹھ جائیے۔

نانا:۔ مجھے تو یہاں کچھ زیادہ روشنی معلوم نہیں ہوتی۔

باپ:۔ ہم برآمدے میں چلیں یا اسی کمرے میں بیٹھے رہیں؟

ماموں:۔ کیا یہیں بیٹھا رہنا بہتر نہ ہوگا؟ سارے ہفتے بارش ہوتی رہی ہے۔ اور راتیں پرنم اور سرد ہیں۔

بڑی لڑکی:۔ پھر بھی تارے تو چمک رہے ہیں۔

ماموں: تارے — ان سے کیا فائدہ!

نانا: یہیں ٹھہرنا بہتر ہے۔ یہ کسی کو نہیں معلوم ہوتا کہ کیا ہونے والا ہے۔

باپ: اب پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ خطرہ گذر گیا اور وہ بچ گئی ہیں......

نانا: میرا تو خیال یہ ہے کہ اسکی حالت اچھی نہیں ہے۔

باپ: یہ آپ کیسے کہہ رہے ہیں؟

نانا: میں نے اس کے کراہنے کی آواز سُنی تھی۔

باپ: مگر ڈاکٹروں نے تو ہمیں اُنکی صحت کا یقین دلایا ہے۔

ماموں: تم خوب جانتے ہو کہ تمہارے خسر خواہ مخواہ ہمیں گھبرایا کرتے ہیں۔

نانا: اسلئے کہ میں بصارت سے محروم ہوں اور تمہاری طرح دیکھ نہیں سکتا۔

ماموں تو پھر آپ کو ہم پر اعتماد کرنا چاہیئے۔ اُن پر جو دیکھ سکتے ہیں۔ آج سہ پہر کو تو اُن کی حالت بہت اچھی نظر آرہی تھی۔ وہ اب آرام سے سو رہی ہیں، اور ہم اس پہلی پر سکون شام کو برباد کرنا نہیں چاہتے، جسے قسمت نے ہمارے راستے میں لا ڈالا ہے...... میں تو سمجھتا ہوں کہ ہمیں مطمئن ہونے کا پورا پورا حق حاصل ہے، بلکہ آج شام کو بغیر کسی خوف کے ہم تھوڑا سا ہنس بول بھی سکتے ہیں۔

باپ: یہ حقیقت ہے۔ اس خوفناک جلاپے کے بعد سے آج یہ پہلا موقع ہے کہ میں ایسا محسوس کر رہا ہوں جیسے اپنے گھر میں آسودہ ہوں۔

ماموں: گھر میں جب ایک دفعہ بیماری آجاتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی اجنبی

زبردستی گھس آیا ہو۔

باپ:۔ اور ہاں اسی وقت اس کا بھی احساس ہوتا ہے کہ غیروں پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔

ماموں:۔ تم بالکل سچ کہہ رہے ہو۔

نانا:۔ تم مجھے اپنی بچی کے پاس کیوں نہیں جانے دیتے۔

ماموں:۔ آپ خوب جانتے ہیں — ڈاکٹر نے منع کر دیا ہے۔

نانا:۔ آہ، میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی .....

ماموں:۔ پریشان ہونا مہمل سی بات ہے۔

نانا:۔ (بائیں جانب کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ہماری آوازیں تو اسکی نیند میں مخل نہیں ہوں گی؟

باپ:۔ ہم بہت زور سے باتیں نہیں کریں گے۔ اس کے علاوہ دروازہ بہت دہیز ہے اور ایک خادمہ ان کے پاس ہے۔ اگر ہماری وجہ سے زیادہ شور مچے گا تو وہ ہمیں ضرور منع کر دیگی

نانا:۔ (دائیں جانب کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ہماری آواز سے بچہ تو بے آرام نہیں ہوگا؟

باپ:۔ نہیں، نہیں۔

نانا:۔ وہ سو رہا ہے؟

باپ:۔ ہاں شاید۔

نانا:۔ کوئی جا کر دیکھ آئے تو بہتر ہے۔

ماموں:۔ تمہاری بیوی سے زیادہ مجھے تمہارے بچے کی طرف سے پریشانی ہے۔ اُسے پیدا ہوئے کئی ہفتے گذر گئے۔ مگر اُس نے مشکل ہی سے اب تک کوئی جنبش کی ہوگی۔ اس سارے عرصہ میں وہ ایک دفعہ بھی نہیں رویا۔ وہ تو بالکل موم کی گڑیا معلوم ہوتا ہے۔

نانا:۔ میں سمجھتا ہوں وہ بہرا ہوگا —— گونگا بھی شاید —— رشتے کے بھائی بہنوں میں شادی اگر ہوتی ہے تو عام طور سے یہی نتیجہ نکلتا ہے...... (خاموشی)

باپ:۔ جو تکلیف اُس نے اپنی ماں کو پہنچائی ہے اُسے دیکھتے ہوئے میں اس بچہ کا بدخواہ سا ہو گیا ہوں۔

ماموں:۔ نادانوں کی سی باتیں نہ کرو۔ اس بیچاری ننھی سی جان کا کوئی قصور نہیں۔ کیا وہ کمرے میں بالکل تنہا ہے؟

باپ:۔ ہاں ڈاکٹر کی رائے نہیں ہے کہ وہ آئندہ اپنی ماں کے کمرے میں رہے۔

ماموں:۔ لیکن انا تو اس کے پاس ہے نا؟

باپ:۔ نہیں وہ تھک گئی تھی۔ تھوڑی دیر کے لئے آرام کرنے گئی ہے۔ پچھلے دنوں اُس نے بہت محنت کی۔ ناہید ذرا جا کر دیکھنا وہ سو رہا ہے یا نہیں۔

بڑی لڑکی:۔ بہت اچھا ابا۔

(تینوں بہنیں اُٹھتی ہیں اور ہاتھ میں ہاتھ ڈالے دائیں جانب کے کمرے میں چلی جاتی ہیں۔)

باپ :- تمہاری آپا کب آئیں گی ؟

ماموں :- میرا قیاس ہے کہ نو بجے تک آجائیں گی ۔

باپ :- اب تو نو بج چکے ہیں ۔ مجھے اُمید ہے کہ وہ آج رات کو آجائیں گی ، میری بیوی اُن سے ملنے کے لئے بہت بے چین ہیں ۔

ماموں :- وہ آئیں گی ضرور ۔ کیا یہ پہلا موقع ہوگا کہ وہ یہاں آئیں گی ۔

باپ :- وہ اس گھر میں پہلے کبھی نہیں آئیں ۔

نانا :- کیا تمہیں کچھ پریشانی نہیں ہے ۔

ماموں :- ہمیں پریشانی کس بات کی ہو؟ اس کا بار بار ذکر کرنے سے آخر فائدہ کیا؟ اب کسی بات کا خطرہ نہیں ہے ۔

نانا :- تمہاری آپا تم سے بڑی ہیں ؟

ماموں :- وہ ہم سب سے بڑی ہیں ۔

نانا :- مجھے نہیں معلوم مجھے کیا چیز تکلیف پہنچا رہی ہے ۔ مجھے بے چینی سی ہو رہی ہے کاش تمہاری آپا یہاں ہوتیں

ماموں :- وہ ضرور آئیں گی انہوں نے وعدہ کیا تھا ۔

نانا :- کاش یہ رات جلد ختم ہو جائے ۔

(تینوں لڑکیاں واپس آتی ہیں)

نانا :- کیا وہ سو رہا ہے ۔

بڑی لڑکی :- جی ہاں نانا ابا۔ خوب گہری نیند۔

ماموں :- اس انتظار میں ہم کیا کریں؟

باپ :- انتظار کس کا؟

ماموں :- آپا کا۔

باپ :- تمہیں کوئی آتا تو دکھائی نہیں دے رہا۔

بڑی لڑکی :- (کھڑکی میں سے جھانک کر) نہیں ابا۔

باپ :- چمن میں کوئی نہیں ہے، چمن تمہیں نظر آرہا ہے؟

بڑی لڑکی :- جی ہاں ابا۔ چاندنی چھٹکی ہوئی ہے اور سرو کے جنگل تک مجھے چمن نظر آرہا ہے

نانا :- اور تمہیں کوئی کسی نظر نہیں آرہا ہے

بڑی لڑکی :- کوئی بھی نہیں نانا ابا۔

ماموں :- آج کی رات کیسی ہے؟

بڑی لڑکی :- بہت اچھی، آپ کو بلبلوں کی آواز سنائی دے رہی ہے۔

ماموں :- ہاں، ہاں۔

بڑی لڑکی :- چمن میں ہوا کے جھونکے چل رہے ہیں۔

نانا :- چمن میں ہوا کے جھونکے چل رہے ہیں۔؟

بڑی لڑکی :- جی ہاں۔ درختوں میں خفیف سی جنبش ہے

ماموں :- مجھے تعجب ہے کہ آپا ابھی تک یہاں نہیں آئیں۔

نانا :- مجھے اب بلبلوں کی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے۔

بڑی لڑکی :- نانا ابا میرا خیال ہے کہ چمن میں کوئی آیا ہے۔

نانا :- وہ کون ہے ؟

بڑی لڑکی :- میں نہیں جانتی مجھے کوئی نظر نہیں آرہا۔

ماموں :- کیونکہ وہاں کوئی نہیں ہے،

بڑی لڑکی :- چمن میں کوئی نہ کوئی ضرور آیا ہوگا، بلبلوں نے ایک دم سے چہکنا چھوڑ دیا

نانا :- مجھے تو کسی کے آنے کی آواز سنائی نہیں دے رہی۔

بڑی لڑکی :- تالاب کے قریب سے کوئی ضرور گذر رہا ہے۔ کیونکہ آج ہنس خائف نظر آرہے ہیں۔

دوسری لڑکی :- تالاب کی ساری مچھلیاں ایک دم سے تہہ میں بیٹھ گئیں۔

باپ :- تمہیں کوئی نظر تو نہیں آرہا؟

بڑی لڑکی :- جی نہیں ابا۔

باپ :- لیکن تالاب پر تو چاندنی ہے......

بڑی لڑکی :- جی ہاں۔ مجھے آج ہنس خائف نظر آرہے ہیں۔

ماموں :- مجھے یقین ہے کہ وہ میری بہن ہی سے ڈر رہے ہیں، وہ چھوٹے دروازے ہیں سے داخل ہوئی ہونگی۔

باپ :- میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کتے کیوں نہیں بھونکے۔

بڑی لڑکی :۔ محافظ کتا اپنی کوٹھری کے پیچھے مجھے نظر آ رہا ہے۔ آج ہنس تالاب کے دوسرے کنارے کا رخ کر رہے ہیں ......

ماموں :۔ وہ میری بہن سے ڈر رہے ہیں۔ میں جا کر دیکھتا ہوں۔ آواز دیتا ہے آپا، آپا کیا تم آ رہی ہو؟ ...... وہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔

بڑی لڑکی :۔ مجھے یقین ہے کہ چمن میں کوئی ضرور آیا ہے۔ آپ دیکھ لیں گے

ماموں :۔ لیکن اگر وہ ہوتیں تو میری آواز کا جواب ضرور دیتیں۔

نانا: بلبلوں نے پھر چہکنا شروع کر دیا ہے نا۔ ناہید؟

بڑی لڑکی: مجھے تو ایک کی بھی آواز سنائی نہیں دے رہی۔

نانا:۔ سب چپ چاپ ہیں۔

باپ :۔ قبر کی سی خاموشی چھائی ہوئی ہے۔

نانا :۔ کوئی اجنبی ہی ہوگا جس سے وہ خائف ہو رہے ہیں۔ کیونکہ اگر کوئی گھر کا آدمی ہوتا تو وہ چہکنا بند نہ کرتے۔

ماموں: ہاں بلبلوں پر آپ کا یہ مباحثہ کب تک جاری رہیگا۔

نانا:۔ ناہید کیا ساری کھڑکیاں کھلی ہوئی ہیں؟

بڑی لڑکی :۔ شیشوں والا دروازہ کھلا ہوا ہے نانا ابا۔

نانا:۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سردی کمرے میں گھس رہی ہے۔

بڑی لڑکی :۔ چمن میں کچھ جھونکے آ رہے ہیں نانا ابا اور گلاب کی پتیاں گر رہی ہیں

باپ :- اچھا تو دروازہ بند کر دو، اب بہت دیر ہو گئی ہے۔

بڑی لڑکی :- بہت اچھا ابا ... مجھ سے تو دروازہ بند نہیں ہوتا۔

دوسری دونوں لڑکیاں :- ہم سے تو دروازہ بند نہیں ہوتا۔

نانا :- کیوں؟ آخر ہوا کیا دروازے کو میری بچیو؟

ماموں :- آپ اس قدر عجیب لہجے میں کیوں کہہ رہے ہیں؟ میں جاکر انکی مدد کرتا ہوں۔

بڑی لڑکی :- ہم سے یہ پوری طرح بند نہیں ہوتا۔

ماموں :- سیل کی وجہ ہے۔ آؤ ہم سب ملکر اسے دھکیلیں، کوئی چیز اسے روک رہی ہے۔

باپ :- بڑھئی کل آکر اسے ٹھیک کر جائیگا۔

نانا :- کیا بڑھئی کل آئیگا؟

بڑی لڑکی :- جی ہاں نانا، کتب خانہ میں اسے کچھ کام کرنا ہے۔

نانا :- وہ گھر میں غل مچائیگا۔

بڑی لڑکی :- نہیں اس سے کہدونگی، چپکے چپکے کام کرے۔

(ایکدم سے ایسی آواز سنائی دیتی ہے، جیسے کوئی درانتی تیز کر رہا ہو)

ماموں :- یہ آواز کس کی ہے؟

بڑی لڑکی :- مجھے ٹھیک تو معلوم نہیں، شاید مالی ہوگا۔ مجھے صاف نظر نہیں آرہا، وہ گھر کے سائے میں ہے۔

باپ :- مالی گھاس کاٹنے جا رہا ہے۔

ماموں :۔ وہ کیا رات کو گھاس کاٹتا ہے ؟

باپ :۔ کل اتوار ہے نا ؟ —— ہاں میں نے دیکھا تھا کہ گھر کے چاروں طرف لمبی لمبی گھاس اُگ آئی ہے ۔

نانا :۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی درانتی اتنا شور مچا رہی ہے پھٹنا ......

بڑی لڑکی :۔ وہ گھر کے پاس ہی گھاس کاٹ رہا ہے ۔

نانا :۔ ناہید کیا تمہیں وہ نظر آ رہا ہے ۔

بڑی لڑکی :۔ جی نہیں نانا ابا وہ تاریکی میں کھڑا ہے ۔

نانا :۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ میری بچی کو جگا دیگا ۔

ماموں :۔ نہیں تو مشکل ہی سے اسکی آواز سنائی دیتی ہے ۔

نانا :۔ مجھے ایسا سنائی دیتا ہے گویا وہ گھر کے اندر ہی گھاس کاٹ رہا ہے ۔

ماموں :۔ مریضہ اسکی آواز نہیں سن سکے گی کوئی خطرہ نہیں ہے ۔

باپ :۔ مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ آج رات کو چراغ ٹھیک نہیں جل رہا ۔

ماموں :۔ اس میں تیل کم ہے ۔

باپ :۔ آج ہی تو میرے سامنے اس میں تیل بھرا گیا ہے جب سے کھڑکی بند ہوئی ہے ، یہ ٹھیک نہیں جل رہا ۔

ماموں :۔ شاید دو دکش صاف نہیں ہے ۔

باپ :۔ ابھی ٹھیک ہو جاتا ہے ۔

بڑی لڑکی :۔ نانا ابا سو گئے وہ تین رات کے جاگے ہوئے ہیں۔

باپ :۔ وہ پریشان بہت رہے ۔

ماموں :۔ وہ ہمیشہ بہت پریشان ہوا کرتے ہیں۔ بعض دفعہ انہیں عقل کی بات سمجھاؤ تو نہیں سمجھتے۔

باپ :۔ اس عمر میں ایسی باتیں لائق درگذر ہیں۔

ماموں :۔ خدا جانے اس عمر میں ہم کیسے ہونگے! کتنی عمر ہوگی؟

باپ :۔ اسی کے پیٹے میں ہیں۔

ماموں :۔ پھر تو انہیں عجیب عجیب باتیں کرنیکا حق حاصل ہے ۔

باپ :۔ وہ بھی اور نابینا لوگوں کی طرح ہیں۔

ماموں :۔ مگر سوچتے بہت ہیں۔

باپ :۔ ان کے پاس وقت بہت ہوتا ہے۔

ماموں :۔ انہیں اور کرنا ہی کیا پڑتا ہے ۔

باپ :۔ اور اسکے علاوہ انکا خیال بٹانے کے لئے کوئی چیز نہیں ہوتی۔

ماموں :۔ یہ بڑی کٹھن بات ہوتی ہوگی۔

باپ :۔ بظاہر وہ اسکے عادی ہو چکے ہیں۔

ماموں :۔ میں تو اسکو سمجھ بھی نہیں سکتا۔

باپ :۔ ایسے لوگ یقیناً قابل رحم ہوتے ہیں۔

ماموں: یہ نہ جاننا کہ کوئی کہاں ہے، یہ نہ جاننا کہ کوئی کہاں سے آیا ہے، یہ نہ جاننا کہ کوئی کہاں جا رہا ہے، اس لائق نہ ہونا کہ دن اور رات میں تمیز کر سکیں یا جلد اور گرمی میں امتیاز کر سکیں ——— اور ہمیشہ تاریکی ہی تاریکی ہو تو ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ کیا یہ قطعی لاعلاج ہے؟

باپ: بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے۔

ماموں: مگر وہ بالکل اندھے تو نہیں ہیں؟

باپ: اگر بہت تیز روشنی ہو تو وہ پہچان لیتے ہیں،

ماموں: ہمیں اپنی عزیز آنکھوں کی حفاظت کرنی چاہیئے۔

باپ: انہیں اکثر عجیب و غریب خیالات آتے ہیں۔

ماموں: بعض اوقات تو ان کی باتیں حیران ہو جاتی ہیں۔

باپ: وہ جو کچھ سوچتے ہیں کہہ دیتے ہیں۔

ماموں: مگر وہ سدا ایسے تو نہیں تھے۔

باپ: نہیں کبھی وہ بالکل ہماری طرح معقول تھے کبھی کوئی غیر معمولی بات نہیں کہتے تھے ——— ناہید ان کی حوصلہ افزائی حد سے زیادہ کرتی ہے، وہ ان کے تمام سوالوں کے جواب دیئے چلی جاتی ہے......

ماموں: ان کی ہر بات کا جواب نہ دینا بہتر ہوگا۔ یہ تو غلط ہمدردی کی مثال ہے۔

(دس بجنے کی آواز سنائی دیتی ہے)

نانا:۔ (جلتے ہوئے) کیا میرا رُخ شیشوں والے دروازے کی طرف ہو؟

بڑی لڑکی:۔ آپ کو اچھی طرح نیند آئی نانا ابا؟

نانا:۔ کیا میرا رُخ شیشوں والے دروازے کی طرف ہو؟

بڑی لڑکی:۔ جی ہاں نانا ابا۔

نانا:۔ اس دروازے کے آگے تو کوئی کھڑا نہیں ہے؟

بڑی لڑکی:۔ جی نہیں نانا ابا۔ مجھے تو کوئی نظر نہیں آرہا۔

نانا:۔ میں نے جانا کہ کوئی منتظر کھڑا ہے، کوئی نظر نہیں آرہا؟

بڑی لڑکی:۔ کوئی نہیں نانا ابا۔

نانا (باپ اور ماموں سے) اور تمہاری آپا ابھی تک نہیں آئیں۔

ماموں:۔ اب تو بہت دیر ہوگئی، وہ نہیں آئیں گی۔ انہوں نے اچھا نہیں کیا۔

باپ:۔ مجھے ان کی طرف سے تشویش ہونے لگی ہے۔

(ایک آواز سنائی دیتی ہے جیسے کوئی آرہا ہو)

ماموں:۔ لو وہ آرہی ہیں! تم نے سُنا؟

باپ:۔ ہاں کوئی نیچے گھر میں داخل ہوا ہے؟

ماموں:۔ ہماری آپا ہی ہونگی، میں نے ان کے قدموں کی آواز سے پہچان لیا۔

نانا:۔ میرے کانوں میں تو ایسی آواز آئی، جیسے کوئی چُپکے چُپکے قدم اُٹھاتا ہو۔

باپ:۔ وہ بہت چُپکے سے داخل ہوئی ہیں۔

ماموں :- وہ جانتی ہیں کہ یہاں ایک مریضہ ہے!

نانا :- مجھے اب کچھ سنائی نہیں دے رہا۔

ماموں :- وہ سیدھی اوپر آئیں گی، نیچے انہیں بتا دیا جائیگا کہ ہم یہاں ہیں۔

باپ :- میں خوش ہوں کہ وہ آگئیں۔

ماموں :- مجھے یقین تھا کہ وہ آج رات کو ضرور آئیں گی۔

نانا :- بڑی دیر لگا دی انہوں نے اوپر آنے میں۔

ماموں :- بہرحال ہوں گی وہی۔

باپ :- ہم اور کسی کے تو منتظر ہیں ہی نہیں۔

نانا :- مجھے تو سیڑھی کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی۔

باپ :- میں ملازمہ کو بلاتا ہوں معلوم ہو جائیگا کیا بات ہے۔ (گھنٹی کی رسی کھینچتا ہے)

نانا :- مجھے تو کسی کے سیڑھیوں پر چڑھنے کی آواز آرہی ہے۔

باپ :- ملازمہ اوپر آرہی ہوگی۔

نانا :- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اکیلی نہیں ہے۔

باپ :- وہ آہستہ آہستہ اوپر آرہی ہے۔

نانا :- مجھے تمہاری آپا کے قدموں کی آواز آرہی ہے۔

باپ :- مجھے تو صرف ملازمہ کے چلنے کی آواز آرہی ہے۔

نانا :- تمہاری آپا ہی ہیں! تمہاری آپا ہی ہیں۔!

(چھوٹے دروازے پر کھٹکھٹانے کی آواز آتی ہے)

ماموں:- وہ پچھلے بہنے گے دروازے کو کھٹکھٹا رہی ہیں۔

باپ:- میں خود جا کر کھولونگا (دروازے کو تھوڑا سا کھولتا ہے، ملازمہ باہر کھڑی نظر آتی ہے) کہاں ہو تم؟

خادمہ:- یہاں سرکار۔

نانا:- تمہاری آپا دروازے پر کھڑی ہیں؟

ماموں:- مجھے تو صرف ملازمہ نظر آرہی ہے

باپ:- یہ صرف خادمہ ہے (خادمہ سے) وہ کون تھا جو ابھی ابھی گھر میں آیا تھا؟

خادمہ:- گھر میں آیا تھا؟

باپ:- ہاں ابھی ابھی کوئی آیا تھا

خادمہ:- اندر تو کوئی بھی نہیں آیا سرکار۔

نانا:- یہ کون اس طرح سرد آہیں بھر رہا ہے؟

ماموں:- خادمہ ہے ہانپ رہی ہے۔

نانا:- کیا وہ رو رہی ہے؟

ماموں:- نہیں تو، وہ آخر رونے کیوں لگی؟

باپ:- (خادمہ سے) ابھی ابھی کوئی اندر نہیں آیا تھا؟

خادمہ:- نہیں سرکار۔

باپ :- مگر ہم نے تو ایسی آواز سنی ہے جیسے کوئی دروازہ کھول رہا ہو۔

خادمہ :- وہ تو میں دروازہ بند کر رہی تھی۔

باپ :- کیا وہ کھلا ہوا تھا؟

خادمہ :- جی ہاں سرکار۔

باپ :- اتنی رات گئے دروازہ کیوں کھلا پڑا تھا؟

خادمہ :- سرکار مجھے تو معلوم نہیں میرے بعد کوئی باہر گیا ہو گا سرکار...

باپ :- تمہیں ہوشیار رہنا چاہئے —— دروازے کو مت دھکیلو، تم جانتی ہو کھلنے میں کس قدر شور مچاتا ہے۔

خادمہ :- مگر میں نے تو اسے چھوا ابھی نہیں سرکار۔

باپ :- مگر تم دھکیل تو رہی ہو۔ اس طرح دھکیل رہی ہو گویا کمرے کے اندر آنے کی کوشش کر رہی ہو۔

خادمہ :- مگر سرکار میں تو تین گز پر کھڑی ہوں۔

باپ :- اتنے زور سے مت بولو...

نانا :- کیا تم روشنی بجھا رہے ہو؟

بڑی لڑکی :- جی نہیں نانا ابا۔

نانا :- مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایکدم سے گہری تاریکی ہو گئی ہے۔

باپ :- (خادمہ سے) اب تم نیچے جا سکتی ہو، مگر سیڑھیاں اترنے میں شور مت مچانا۔

خادمہ :- میں نے سیڑھیوں پر بالکل شور نہیں مچایا۔

باپ :- میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ تم نے شور مچایا تھا، آہستہ آہستہ اُتر جاؤ ورنہ تم اپنی بیگم صاحبہ کو جگا دوگی، اور اگر اب کوئی آئے تو اُس سے کہدینا کہ ہم گھر پر نہیں ہیں،

ماموں :- ہاں، کہنا ہم گھر پر نہیں ہیں۔

نانا :- دکانپ کر) تمہیں یہ نہیں کہنا چاہیئے۔

باپ :- سوائے میری بہن اور ڈاکٹر کے

ماموں :- ڈاکٹر کب آئیگا ؟

باپ :- نصف شب سے قبل وہ نہ آسکے گا۔

(وہ دروازہ بند کر دیتا ہے۔ گھنٹہ گیارہ بجاتا ہے۔

نانا :- وہ اندر آگئی ہے ؟

باپ :- کون ؟

نانا : خادمہ۔

باپ :- نہیں وہ نیچے چلی گئی ہے۔

نانا :- میں یہ سمجھا تھا کہ وہ میز کے قریب بیٹھی ہو۔

ماموں :- خادمہ ؟

نانا :- ہاں۔

ماموں :- کیا خوب !

نانا:۔ کمرے میں کوئی نہیں آیا ہے؟

باپ:۔ نہیں، اندر کوئی نہیں آیا،

نانا:۔ اور تمہاری اماں یہاں نہیں ہیں؟

ماموں:۔ آپا نہیں آئیں۔

نانا:۔ تم مجھے دھوکہ دینا چاہتے ہو؟

ماموں:۔ آپ کو دھوکہ؟

نانا:۔ خدا کے لئے مجھ سے سچ سچ کہو۔

بڑی لڑکی:۔ نانا ابا، نانا ابا! آپ کو کیا ہو گیا ہے؟

نانا:۔ کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میری بچی کی طبیعت اور بھی زیادہ خراب ہے۔

ماموں:۔ کیا آپ خواب دیکھ رہے ہیں؟

نانا:۔ تم مجھے بتانا نہیں چاہتے، میں خوب سمجھتا ہوں کہ کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے،

ماموں:۔ اس صورت میں تو آپ ہم سے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

نانا:۔ مجھے سچ سچ بتا دینا چاہیئے!

بڑی لڑکی: مگر ہم نے تو آپ سے سچ سچ کہدیا ہے، نانا ابا۔

نانا:۔ تم اپنی معمولی آواز میں نہیں بول رہی ہو۔

باپ:۔ یہ اس وجہ سے کہ آپ نے اسے ڈرا دیا ہے۔

نانا:۔ تمہاری آواز بھی بدلی ہوئی ہو

باپ:۔ آپ گھبرا گئے ہیں)

(وہ اور ماموں آپس میں ایسے اشارے کرتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ نانا کے حواس ختم ہوتے جاتے رہی)

نانا:۔ میں خوب سمجھ رہا ہوں کہ تم ڈر رہے ہو۔

باپ:۔ مگر ہم آخر ڈرتے کس سے ہیں؟

نانا:۔ تم مجھے کیوں دھوکا دینا چاہتے ہو؟

ماموں:۔ آپ کو کون دھوکا دینا چاہتا ہی؟

نانا:۔ تم نے چراغ کیوں گل کر دیا؟

ماموں:۔ گر چراغ تو گل نہیں کیا گیا۔ اب بھی اتنی ہی روشنی ہے جتنی پہلے تھی۔

بڑی لڑکی:۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ چراغ کی روشنی کم ہو گئی ہے۔

باپ:۔ مجھے اب بھی اتنا ہی نظر آرہا ہو، جتنا پہلے نظر آرہا تھا۔

نانا:۔ میری آنکھوں پر تو پتھر کی سلیں رکھی ہیں۔ بچو مجھے بتاؤ یہاں کیا ہو رہا ہے! خدا کے لئے مجھے بتاؤ! تم جو دیکھ سکتے ہو، میں تنہا ہوں اس بے انتہا تاریکی میں مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ میرے پاس کون بیٹھا ہے میں نہیں جانتا کہ مجھ سے ایک گز کے فاصلے پر کیا ہو رہا ہے۔

ابھی ابھی تم کانا پھوسی کر رہے تھے؟

باپ:۔ کانا پھوسی تو کسی نے بھی نہیں کی۔

نانا:- تم نے دروازے پر چپکے چپکے باتیں کی تھیں۔

باپ:- جو کچھ میں نے کہا وہ آپ نے سن ہی لیا۔

نانا:- تم اپنے ساتھ کسی کو کمرے میں لائے تھے!

باپ:- لیکن میں آپ سے کہہ جو رہا ہوں کہ کمرے میں کوئی نہیں آیا۔

نانا:- تمہاری آپا آئی ہیں یا یادری۔ تمہیں نہیں چاہیئے کہ مجھے دھوکا دو۔ ناہید! آنے والا کون تھا؟

بڑی لڑکی:- کوئی نہیں نانا ابا۔

نانا:- مجھے دھوکا دینے کی کوشش تمہیں نہیں کرنی چاہیئے۔ میں جانتا ہوں کہ میں کیا جا ہوں — یہاں ہم سب کتنے آدمی ہیں۔

بڑی لڑکی:- ہم چھ ہیں جو میز کے قریب بیٹھے ہیں نانا ابا۔

نانا:- تم سب میز کے قریب ہو!

بڑی لڑکی:- جی ہاں نانا ابا۔

نانا:- کیا تم یہاں ہو حشمت؟

باپ:- جی ہاں۔

نانا:- کیا تم یہاں ہو شوکت؟

ماموں:- جی ہاں بلاشبہ میں اپنی روزانہ کی جگہ پر ہوں۔ یہ تو کوئی خطرے کی بات نہیں ہے!

نانا:- کیا تم یہاں ہو یاسمین؟

منجھلی لڑکی :- جی ہاں نانا ابا۔

نانا :- کیا تم یہاں موصوویا؟

چھوٹی لڑکی :- جی ہاں نانا ابا۔

نانا :- کیا تم یہاں ہو نا ہید؟

بڑی لڑکی :- جی ہاں، آپ ہی کے پاس تو بیٹھی ہوں نانا ابا۔

نانا :- اور وہ کون ہے جو وہاں بیٹھا ہے؟

بڑی لڑکی :- وہاں سے آپ کا کیا مطلب ہو نانا ابا! وہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔

نانا :- یہاں یہاں —— ہمیں ہیں!

بڑی لڑکی :- لیکن یہاں تو کوئی بھی نہیں ہو نانا ابا!

باپ :- ہم آپ سے کہہ رہے ہیں کہ یہاں کوئی نہیں ہے!

نانا :- لیکن کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا —— کسی کو بھی ؟

ماموں :- واہ واہ! آپ مذاق کر رہے ہیں؟

نانا :- میرا تو اس وقت مذاق کو جی نہیں چاہ رہا میں تمہیں یقین دلا سکتا ہوں

ماموں :- تو پھر اُن کا یقین کریجیے جو دیکھ سکتے ہیں۔

نانا :- (بے اطمینانی سے مجھے ایسا معلوم ہو جیسے کوئی یہاں آیا ہے...... میرا خیال ہے کہ میں زیادہ عرصے تک زندہ نہیں رہونگا

ماموں :- ہم آپ کو آخر دھوکا دیں کیوں؟ بھلا اس سے فائدہ کیا ہوگا؟

باپ :- یہ ہمارا فرض ہے کہ آپ سے سچ سچ کہیں .....

ماموں :- ایکدوسرے کو دھوکہ دینے سے کیا فائدہ ہوگا ؟

باپ :- غلط فہمی میں آپ زیادہ عرصے تک مبتلا نہیں رہیں گے ۔

نانا :- میرا جی چاہتا ہے کہ اس تاریکی کو چیر ڈالوں ..... (اُٹھنے کی کوشش کرتا ہے)

باپ :- آپ کہاں جانا چاہتے ہیں ؟

نانا :- وہاں ...

باپ :- آپ اس قدر مضطرب کیوں ہیں ؟

ماموں :- آج رات تو آپ عجیب عجیب باتیں کر رہے ہیں ۔

نانا :- مجھے تو تم سب کے سب عجیب نظر آتے ہو ۔

باپ :- کیا آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے ؟

نانا :- میں نہیں جانتا مجھے کیا تکلیف ہے ؟

بڑی لڑکی :- نانا ابا ، نانا ابا ، آپ کو کیا چاہیئے نانا ابا ؟

نانا :- میرے ہاتھوں میں ننھے ننھے ہاتھ دو میرے بچو !

تینوں لڑکیاں :- بہت اچھا نانا ابا ۔

نانا :- بچو ! تم تینوں کی تینوں کیوں کانپ رہی ہو ۔

بڑی لڑکی :- ہم تو بالکل بھی نہیں کانپ رہے نانا ابا ۔

نانا :- میرا خیال ہے کہ تم تینوں کانپ رہی ہو ۔

بڑی لڑکی :- ہم تو بالکل بھی نہیں کانپ رہے نانا ابا۔

نانا :- میرا خیال ہے کہ تم تینوں کا رنگ زرد پڑ گیا ہے۔

بڑی لڑکی :- بہت دیر ہو گئی نانا ابا۔ اور ہم تھکے ہوئے ہیں ـ

باپ :- تمہیں سو جانا چاہیئے، اور بہتر ہو گا کہ نانا ابا آپ خود بھی، قدرے آرام کریں۔

نانا :- مجھے آج رات کو نیند نہ آئے گی ـ

ماموں :- ہم ڈاکٹر کا انتظار کریں گے ـ

نانا :- مجھے صحیح واقعہ کے لئے تیار کرو۔

ماموں :- لیکن صحیح واقعہ تو کوئی ہے ہی نہیں

نانا :- تو پھر میں نہیں جانتا کہ بات کیا ہے،

ماموں :- میں آپ سے کہتا ہوں کہ کوئی بات نہیں ہے۔

نانا :- کاش میں اپنی غریب بچی کو دیکھ سکتا۔

باپ :- مگر یہ تو آپ کو خوب معلوم ہے کہ یہ ناممکن ہے۔ انہیں خواہ مخواہ جگانا نہیں چاہیئے ـ

ماموں :- آپ کل انہیں دیکھ لیں گے ـ

نانا :- اس لئے کمرے میں کسی قسم کی آواز نہیں ہے ـ

ماموں :- کسی قسم کی آواز سنائی نہیں دیتی،

نانا :- مجھے اپنی بچی کو دیکھے ہوئے بہت عرصہ گذر گیا ..... میں نے کل شام کو اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے تھے مگر میں اُسے دیکھ نہ سکا ..... مجھے نہیں معلوم وہ کیسی ہے

.......میں نہیں جانتا وہ کیسی ہے...... مجھے خبر نہیں اب اس کا چہرہ کیسا ہے.... ان برسوں میں وہ بدل گئی ہوگی!...... میں نے اُسکے رخساروں کی ننھی ننھی ہڈیاں ہاتھوں سے ٹٹول کر دیکھی تھیں...... سوائے تاریکی کے میرے اور اُسکے درمیان اور کچھ نہیں ہے! میں اس طرح زندہ نہیں رہ سکتا.... یہ بھی کوئی زندگی ہے..... تم سب کے سب بیٹھے اپنی کھلی ہوئی آنکھوں سے میری مردہ آنکھوں کو دیکھتے رہتے ہو، اور تم میں سے کسی ایک کو بھی مجھ پر ترس نہیں آتا!.... میں نہیں جانتا کہ مجھے کیا چیز ستا رہی ہے...... جو کچھ مجھ سے کہنا چاہیئے، مجھ سے کوئی نہیں کہتا.... جب کسی کے خواب بھی کسی چیز پر مرکوز ہو جائیں تو اُس چیز سے ڈر لگنے لگتا ہے.... مگر تم آخر کیوں نہیں بولتے؟

ماموں:۔ جب آپ ہم پر یقین ہی نہیں کرتے تو پھر ہم کیا بولیں؟

نانا:۔ تم ڈرتے ہو کہ کہیں تمہارے دل کی بات تمہارے مُنہ سے نہ نکل جائے!

باپ:۔ چھوڑیئے اس کو عقل کی باتیں کیجئے۔

نانا:۔ تم مجھ سے بہت عرصے سے بات چھپا رہے ہو..... گھر میں کوئی بات ضرور ہوئی ہے...... لیکن اب میں سمجھ چلا ہوں.... تم مجھے بہت عرصے سے دُھوکا دیتے رہے ہو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھے کبھی کچھ نہ معلوم ہوگا! بعض لمحے ایسے ہوتے ہیں جب میں تم سے کم اندھا ہوتا ہوں، جانتے ہو!..... کیا تم سمجھتے ہو کہ میں نے تمہیں کانا پھوسی کرتے نہیں سنا گویا تم کسی ایسے آدمی کے گھر میں ہو جس کو پھانسی دیدی گئی ہو

آج رات کو میں جو کچھ جانتا ہوں اُسے اپنے منہ سے نکالنا نہیں چاہتا..... لیکن مجھے

صیح واقعہ کا علم ہو کر رہیگا ..... میں اس کا انتظار کرونگا کہ خود تم مجھ سے سچی بات کہدو. مگر باوجود
تمہاری رازداری کے مجھے ایک طویل عرصے سے اس کا علم ہے! —— اور اب میں محسوس
کرتا ہوں کہ تم سب مُردوں سے بھی زیادہ زرد پڑے ہوئے ہو!
تینوں لڑکیاں :۔ نانا ابا، نانا ابا، کیا بات ہے نانا ابا؟
نانا:۔ میں تمہارا ذکر نہیں کر رہا ہنہیں، میں تمہارا کوئی ذکر نہیں کر رہا .... میں خوب جانتا ہوں
کہ تم تو مجھ سے سچ ہی بولوگی —— اگر وہ تمہارے قریب نہ ہوں! ..... اور اسکے علاوہ مجھ
یقین ہے کہ وہ تمہیں بھی دہوکا دے رہے ہیں۔ تم دیکھ لوگی بچیو! —— تم دیکھ لوگی....
کیا میرے کانوں میں تم سب کے رونے کی آواز نہیں آرہی؟
باپ :۔ کیا میری بیوی فی الحقیقت اس قدر بیمار ہے!
نانا:۔ مجھے اب دھوکہ دینے کی کوشش بے سود ہو، پانی اب سر سے گذر چکا، اور مجھے تم سے زیادہ
صیح واقعے کا علم ہے! .....
ماموں :۔ مگر ہم بھی اندھے نہیں ہیں، ہمارے دیدے بھی پھٹ نہیں ہو گئے۔
باپ:۔ کیا آپ اپنی بیٹی کے کمرے میں جانا چاہتے ہیں؟ اس غلط فہمی کا ازالہ ہو جانا چاہیئے
—— کیا آپ جانا چاہتے ہیں؟
نانا:۔ (ایکدم سے مطمئن ہو کر) نہیں، نہیں، اب نہیں —— ابھی نہیں۔
ماموں :۔ دیکھا آپ نے آپ کس قدر غیر معقول باتیں کر رہے ہیں۔
نانا:۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ کوئی انسان اپنے خیالات کا اپنی زندگی میں اظہار کرنے سے کس قدر

قاصر رہا..... یہ آواز کس کی ہے؟

بڑی لڑکی:- چراغ ہوسے بھڑک رہا ہو نانا ابا۔

نانا:- مجھے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ وہ بہت بھڑک رہا ہے ——— بہت ———

بڑی لڑکی:- سرد ہوا اسے ستا رہی ہے.....

ماموں:- سرد ہوا تو بالکل نہیں ہے، کھڑکیاں بند ہیں۔

بڑی لڑکی:- میں سمجھتی ہوں کہ وہ بجھ رہا ہے۔

باپ:- تیل ختم ہو گیا ہے۔

بڑی لڑکی:- وہ بالکل بجھ گیا۔

باپ:- ہم اس طرح اندھیرے میں نہیں بیٹھ سکتے

ماموں:- کیوں نہیں؟ میں تو اس کا خوب عادی ہوں۔

باپ:- میری بیوی کے کمرے میں ایک چراغ ہے۔

ماموں:- جب ڈاکٹر ہو کر چلا جائیگا تو ہم اُسے اُٹھا لائیں گے۔

باپ:- خیر ہمیں یہاں خاصہ نظر آرہا ہو، باہر سے روشنی آرہی ہے۔

نانا:- کیا باہر روشنی ہے؟

باپ:- یہاں سے زیادہ۔

ماموں:- میں اپنی تو یہ کہتا ہوں کہ تاریکی ہی میں باتیں کرنی پسند کرونگا۔

باپ:- میں بھی اسی کو ترجیح دیتا ہوں ——— (خاموشی)

نانا:۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گھنٹہ بہت شور مچا رہا ہے .....

بڑی لڑکی :۔ یہ اس لئے معلوم ہو رہا ہے کہ ہم اب بول نہیں رہے نانا ابا۔

نانا:۔ لیکن تم سب کے سب چپکے کیوں ہو؟

ماموں:۔ کس چیز کے متعلق آپ چاہتے ہیں کہ ہم باتیں کریں؟ —— آج شب کو تو آپ کچھ عجیب ہی عجیب بنتے جا رہے ہیں۔

نانا:۔ کیا کمرے میں بہت اندھیرا ہے۔

ماموں:۔ یہاں زیادہ روشنی نہیں ہے —— (خاموشی)

نانا:۔ میری طبیعت بگڑ رہی ہے ناہید۔ کھڑکی ذرا سی کھولدو۔

باپ:۔ ہاں بیٹی کھڑکی ذرا سی کھولدو، مجھے خود ہوا کی کمی محسوس ہو رہی ہے۔

(کھڑکی کھولتی ہے)

ماموں:۔ مجھے یقین ہے کہ ہم بہت دیر تک بند بیٹھے رہے ہیں۔

نانا:۔ کیا کھڑکی کھلی ہوئی ہے؟

بڑی لڑکی:۔ جی ہاں نانا ابا، چوپٹ کھلی ہوئی ہے۔

نانا:۔ کسی کو خیال بھی نہیں آسکتا کہ وہ کھلی ہوئی ہے، باہر کوئی ہلکی سے ہلکی صدا بھی نہیں ہے۔

باپ:۔ خاموشی غیر معمولی ہے۔

بڑی لڑکی:۔ فرشتہ بھی اگر چلے تو اسکے پاؤں کی چاپ سنائی دے جائے

ماموں:۔ اسی وجہ سے تو مجھے دیہات پسند نہیں ہے۔

نانا:۔ کاش مجھے کوئی آواز سنائی دے جائے، ناہید اب کیا بجا ہے؟

بڑی لڑکی:۔ آدھی رات ہوا چاہتی ہے نانا ابا۔

(ماموں کمرے میں ٹہلنا شروع کرتا ہے)

نانا:۔ یہ کون ہے جو اس طرح ہمارے قریب چہل قدمی کر رہا ہے؟

ماموں:۔ میں ہوں جناب میں ہوں۔ تھوڑی سی چہل قدمی کرنی چاہتا ہوں۔ آپ وڈریے
(خاموشی) لیکن میں بیٹھا جاتا ہوں ۔ مجھے نظر نہیں آتا کہ میں کہاں جا رہا ہوں (خاموشی

نانا:۔ میرا تو یہاں دم بولا رہا ہے، کاش میں کہیں اور جا سکتا!

بڑی لڑکی:۔ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں نانا ابا؟

نانا:۔ میں نہیں جانتا کہاں ۔۔۔ کسی اور کمرے میں۔ کہیں بھی کسی جگہ!

باپ:۔ ہم کہاں جا سکتے ہیں؟

ماموں:۔ اب تو اتنی دیر ہو گئی کہ کہیں آ جا نہیں سکتے،

(خاموشی۔ وہ میز کے گرد ساکت بیٹھے رہتے ہیں)

نانا:۔ یہ میں کس کی آواز سن رہا ہوں؟

بڑی لڑکی:۔ کوئی نہیں ہے نانا ابا۔ پتوں کے گرنے کی آواز ہے ۔
جی ہاں برآمدے میں پتے گر رہے ہیں ۔

نانا:۔ ناہید جا کر کھڑکی بند کر دو۔

بڑی لڑکی:۔ بہت اچھا نانا ابا ۔

(وہ کھڑکی بند کر دیتی ہے، اور نا پس آکر پھر بیٹھ جاتی ہے)

نانا:- مجھے سردی لگ رہی ہے (خاموشی۔ تینوں بہنیں ایک دوسرے کو پیار کرتی ہیں)

اب مجھے یہ کس چیز کی آواز آرہی ہے؟

باپ:- تینوں بہنیں اکدوسرے کو پیار کر رہی ہیں۔

ماموں:- مجھے یہ تینوں آج شب کو بہت زرد نظر آرہی ہیں۔ (خاموشی)

نانا:- اب یہ کس چیز کی آواز آئی، ناہید،

بڑی لڑکی:- کسی کی نہیں نانا ابا۔ میں نے صرف اپنے ہاتھ ہلائے تھے — (خاموشی)

نانا:- اور یہ ....

بڑی لڑکی:- مجھے نہیں معلوم نانا ابا..... شاید میری بہنیں کچھ کانپ رہی ہیں؟ ....

نانا:- مجھے بھی ڈر لگ رہا ہے میری بچیو۔

(چاند کی ایک کرن شیشے کے کونے میں سے گندہ کرہ کمرے میں ادھر اُدھر عجیب و غریب روشنی ڈالتی ہے، گھنٹہ بارہ بجاتا ہے آخری ضرب پر ایک مدہم سی آواز سنائی دیتی ہے جیسے کوئی جلدی میں اُٹھ کھڑا ہو)

نانا:- (بہت خوف سے کانپ کر) یہ کون ہے جو اُٹھا ہے؟

ماموں:- اُٹھا تو کوئی بھی نہیں۔

باپ:- میں تو نہیں اُٹھا۔

تینوں لڑکیاں:- اور نہ میں! — اور نہ میں! — اور نہ میں!

ابھی ابھی کوئی میز کے قریب سے اُٹھا ہے۔

ماموں: چراغ روشن کرو!....

(بچے کے دائیں جانب کے کمرے میں سے خوف کی چیخیں بلند ہوتی ہیں۔ منظر ختم ہونے تک چیخیں مسلسل سنائی دیتی ہیں)

باپ: بچے کی آواز سنو!

ماموں: اس سے پہلے تو وہ کبھی رویا ہی نہیں!

باپ: چلو چل کر اسے دیکھیں!

ماموں: روشنی! روشنی!

(اسی لمحے بائیں جانب کے کمرے میں عجلت آمیز اور بھاری قدموں کی آواز سنائی دیتی ہے —— پھر موت کی سی خاموشی —— وہ خوف سے گونگے بنے سنتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ کمرے کا دروازہ آہستہ آہستہ کھلتا ہے۔ کمرے کی روشنی اس کمرے میں پڑتی ہے مسیحی نماز سہ بردار نے میں نمودار ہوتی ہے۔ اس کا لباس سیاہ ہے اور سر جھکائے ہوئے صلیب کا نشان بناتی ہے اور اس طرح بیوی کی موت کا اظہار کرتی ہے۔ وہ سمجھ جاتے ہیں اور فوری خوف کی وجہ سے انکی سمجھ میں چند لمحوں کے لئے نہیں آتا کہ کیا کریں۔ پھر خاموشی سے مرنے والی کے کمرے میں داخل ہوتے ہیں۔ ماموں چوکھٹ پر ایک طرف کھڑا ہو جاتا ہے تا کہ تینوں لڑکیاں پہلے داخل ہو جائیں اندھا آدمی اکیلا رہ جاتا ہے گھبرا کر اٹھتا ہے، اور اندھیرے میں میز کے گرد ٹٹول ٹٹول کر راستہ تلاش کرتا ہے۔)

نانا: تم کہاں جا رہے ہو؟ —— تم کہاں جا رہے ہو؟ —— لڑکیوں سے آگے نکل کر اور مجھ

بیٹی

افرادِ تمثیل!

باغ میں:-

ایک پیر مرد
ایک نو وارد
نجمے ⎫
سلمے ⎬ پیر مرد کی نواسیاں
ایک کسان
مجمع

گھر میں:-

ماں ⎫
باپ ⎪
دو بیٹیاں ⎬ خاموش افراد
بچہ ⎭

نوٹ

کسی سانحۂ ارتحال کے ظہور میں آنے سے لیکر مرنے والے کے ورثاء تک اُس خبر کو پہنچانے میں جو وقفہ گزرتا ہے بیحد غمناک اور الم انگیز ہوتا ہے، ایک لڑکی کا اتفاقاً ڈوب کر مرنا، اُس کے گھر والوں کا اس دردناک موت سے بے خبر رہنا اور دیکھنے والوں کا اس وحشتناک خبر کو اُس کے ورثاء تک پہنچانیکا تکلیف دہ احساس۔ بظاہر یہ ایسی باتیں ہیں جن سے ایک ڈرامہ کے لئے کافی مواد فراہم نہیں ہوسکتا مگر انسانی فطرت کے ہمدرد و ماہر موریس میٹرلنک کی دور رس نگاہ نے قلب انسانی کے اتھاہ سمندر میں سے ایسے آبدار موتی رولے ہیں جن کے آگے آنسوؤں کی چمک بھی ماند پڑجاتی ہے۔

منظر

ایک پرانا باغ جس میں بید مجنوں کے درخت ہیں۔ پیچھے کی طرف ایک مکان جس کی تین کھڑکیوں میں سے روشنی چھن رہی ہے۔ کمرے کے وسط میں ایک چراغ روشن ہے اور گھر والے اس کے چاروں طرف بیٹھے نشرار رہے ہیں۔ باپ آتشدان کے قریب ہے۔ ماں میز پر کہنی ٹکائے بیٹھی ہے۔ دو لڑکیاں سفید کپڑے پہنے کشیدہ کاری میں مصروف ہیں اور پرسکون کمرے میں مسکرا رہی ہیں۔ جیسے خواب دیکھ رہی ہوں۔ ماں کی گود میں ایک بچہ محو خواب ہے۔ ان میں سے جب کوئی کھڑا ہوتا ہے یا چلتا ہے یا دست بالا یا کرتا ہے۔ تو اس کی جنبش متین۔ آہستہ اور پرمعنی ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فاصلے اور روشنی اور مکان کے شفاف شیشوں کی وجہ سے ان پر اور بھی پر لرقص طاری ہے

پیر مرد اور نو وارد آہستہ سے باغ میں داخل ہوتے ہیں

پیر مرد: لو ہم باغ کے اس حصے میں آگئے جو گھر کی پشت پر ہے۔ وہ یہاں کبھی نہیں آتے دروازہ

دوسری طرف ہی۔ وہ بند ہے، اور اُدھر کی کھڑکیاں بھی بند ہیں لیکن اس طرف کی کھڑکیوں میں شیشے لگے ہوئے ہیں، اور میں نے روشنی بھی دیکھی تھی...... ہاں چراغ کی روشنی میں وہ ابھی تک بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ اچھا ہوا کہ انہوں نے ابھی تک ہماری آواز نہیں سنی، شاید ماں آواز سن کر باہر نکل آتی، اور پھر بھلا ہم کیا کرتے؟

نووارد:- اب ہمیں کیا کرنا ہے؟

پیر مرد:- پہلے میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ کمرے میں سب ہیں یا نہیں۔ ہاں، آتشدان کے قریب مجھے باپ بیٹھا نظر آرہا ہے۔ وہ کچھ بھی نہیں کر رہا، اُسکے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے ہیں۔ ماں میز پر کہنی ٹکائے بیٹھی ہے۔

نووارد:- وہ ہماری طرف دیکھ رہی ہے۔

پیر مرد:- نہیں۔ وہ کسی کو نہیں دیکھ رہی۔ اُسکی نظریں جمی ہوئی ہیں۔ وہ ہمیں نہیں دیکھ سکتی۔ ہم بڑے بڑے درختوں کے سائے میں ہیں۔ مگر اور قریب مت جاؤ...... مُردہ لڑکی کی دونوں بہنیں بھی وہاں موجود ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ کشیدہ کاڑھ رہی ہیں۔ اور چھوٹا بچہ سو گیا ہے۔ کونے میں جو گھنٹہ لگا ہوا ہے اُس میں نو بجے ہیں...... انہیں خبر بد کا سان گمان بھی نہیں ہے، اور باتیں بھی نہیں کر رہیں۔

نووارد:- اگر ہم ایسا کریں کہ باپ کو اپنی طرف متوجہ کرلیں اور اُسے کوئی اشارہ کریں؟ اُس نے اپنا سر اس طرف پھیرا ہے۔ کیا میں کسی کھڑکی کو کھٹکھٹاؤں؟ ایک نہ ایک کو تو اوروں سے پہلے سنانا ہی پڑیگا......

پیر مرد:- میری سمجھ میں تو نہیں آتا کہ کرنا کیا چاہیئے ...... ہمیں بہت محتاط رہنا چاہیئے۔ باپ بوڑھا ہے اور بیمار ——— اور ماں بھی ——— اور بہنیں بہت چھوٹی ہیں ...... اور یہ سب اُس سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ شاید پھر کبھی سے نہیں کر سکیں گے۔ میں نے اس سے خوش گھرانہ اور کوئی نہیں دیکھا۔ نہیں، نہیں! کھڑکی کے قریب مت جاؤ۔ یہ تو بدترین طریقہ ہے جو ہم اختیار کر سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ جتنی بھی سادگی سے ہو سکے ہم اس کا ذکر اُن سے کر دیں۔ گویا آئے دن ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں، اور ہمیں بہت غمگین نظر آنا چاہیئے ورنہ انہیں یہ خیال پیدا ہو جائیگا کہ اُن کا غم ہم سے بھی زیادہ ہونا چاہیئے۔ اور اُنہیں یہ نہ معلوم ہوگا کہ اُنہیں اسکے لئے کیا تدبیر کرنی چاہیئے ...... آؤ ہم باغ کی دوسری طرف چلیں۔ ہم دروازہ کھٹکھٹائیں گے، اور گھر میں داخل اس طرح ہونگے، جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ میں پہلے اندر جاؤنگا۔ وہ مجھے دیکھکر متعجب نہیں ہونگے۔ میں یوں بھی کبھی کبھی شام کو اُن کے ہاں چلا جاتا ہوں، کچھ پھول یا پھل دینے اور دو ایک گھنٹے اُنکے ساتھ گذارنے۔

نووارد:- آپ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ میں آپکے ساتھ چلوں؟ اکیلے جائیے، جب تک آپ مجھے نہ بلائینگے میں آپ کا منتظر رہونگا۔ انہوں نے مجھے پہلے کبھی نہیں دیکھا ——— میں تو ایک مسافر ہوں، ایک نووارد ......

پیر مرد:- بہتر یہ ہے کہ میں اکیلا نہ ہوں۔ جب کبھی کوئی ناگہانی مصیبت ایک شخص کی زبانی سنی جاتی ہے تو وہ زیادہ شدید اور جاں گسل ثابت ہوتی ہے۔ یہاں آتے ہوئے مجھے اس کا خیال آیا ...... اگر میں تنہا داخل ہوا تو مجھے فوراً ہی بولنا پڑیگا۔ چند الفاظ میں اُنہیں سب کچھ معلوم ہو جائیگا

پھر مجھے اور کچھ کہنا باقی نہ رہیگا، اور مجھے اُس خاموشی سے ڈر لگتا ہے جو اطلاعِ مصیبت کے آخری

الفاظ کے بعد چھا جاتی ہے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب کہ دل ٹوٹتا ہے۔ اگر ہم دونوں ایکساتھ داخل

ہونگے تو میں بات کو ذرا پھیلا کر کہونگا۔ مثلاً میں اُن سے کہونگا کہ جب اُنہوں نے اُسے دیکھا ہے

تو وہ اس حالت میں تھی یا اس حالت میں تھی ...... وہ ندی کی سطح پر تیر رہی تھی اور اُسکے ہاتھ

جُڑے ہوئے تھے"....

نو وارد:۔ اُسکے ہاتھ جُڑے ہوئے نہیں تھے۔ اُسکے بازو تو پھیلے ہوئے تھے۔

پیر مرد:۔ دیکھا تم نے، ہم نے باتیں کرنی شروع کر دیں۔ اور مصیبت تفصیلات میں دب کر رہ گئی۔

اگر میں اکیلا اندر گیا تو اُنکی افتادِ مزاج سے واقف ہونکی وجہ سے میں یقین کیساتھ کہہ سکتا ہوں

کہ میرے ابتدائی الفاظ ہی اُن پر خطرناک اثر کرینگے اور خدا جانے پھر کیا ہو لیکن اگر ہم باری باری

سے بولتے رہے تو وہ ہماری باتیں سنتے رہیں گے "اور خبر بد پر پوری طرح غور نہ کر سکیں گے۔ یہ نہ

بھولو کہ ماں بھی وہیں ہوگی اور اس میں تاب لانے کی سکت نہیں ہے۔ یہ بہتر ہوگا کہ غم کی پہلی لہر

کی قوت غیر ضروری الفاظ سے زائل ہو جائے سب سے زیادہ دانشمندانہ طریقہ یہ ہے کہ لوگ بدنصیبوں کے

گرد جمع ہو جائیں اور جو اُن کے جی میں آئے کہے جائیں۔ جو سب سے زیادہ بے پروا اور ادنی گفتگو کرتے

ہیں وہ بھی بے جانے بوجھے غم کا کچھ نہ کچھ حصہ اپنے ساتھ لیجاتے ہیں۔ بغیر کسی کوشش اور بغیر شور

غل کے غم منتشر ہو جاتا ہے، ہوا یا روشنی کی طرح....

نو وارد:۔ آپکے کپڑے گیلے ہیں اور ان میں سے بوندیں ٹپک رہی ہیں۔

پیر مرد:۔ میرے لبادے کا سرا پانی میں کچھ بھیگ گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں

سردی لگ گئی ہے۔ تمہارے کپڑوں پر مٹی لگی ہوئی ہے ..... میں نے راستے میں پہ نہیں دیکھا" اس قدر اندھیرا تھا۔

نووارد:۔ میں گر کر پانی میں گیا تھا

پیر مرد:۔ کیا میرے آنے سے بہت پہلے تم نے اُسے پا لیا تھا؟

نووارد:۔ صرف چند لمحے پیشتر میں گاؤں کی طرف جا رہا تھا۔ دیر ہو چکی تھی۔ اور ندی کے کنارے اندھیرا ہو چلا تھا۔ میں ندی پر نظر جمائے چل رہا تھا۔ کیونکہ اس طرح سڑک کی تھکان کم محسوس ہو رہی تھی کہ اتنے میں نرسلوں کے جھنڈ کے پاس مجھے ایک عجیب سی چیز نظر آئی ..... میں قریب گیا اور میں نے اُسکے بال دیکھے جو دائرے کی شکل میں اُسکے سر کے گرد پھیلے ہوئے تھے" اور پانی کی ہر جنبش کے ساتھ متحرک ہو رہے تھے .....

(کمرے میں دونوں لڑکیاں اپنا رُخ کھڑکیوں کی طرف پھیرتی ہیں)

پیر مرد:۔ تم نے اسکی دونوں بہنوں کے بال شانوں پہ کانپتے دیکھے؟

نووارد:۔ اُنہوں نے ہماری طرف منہ پھیرا ہے — اُنہوں نے صرف منہ پھیرا ہے۔ شاید میں بہت زور سے بول رہا تھا۔ (دونو لڑکیاں پھر اُسی طرح بیٹھ جاتی ہیں جس طرح پہلے بیٹھی ہوئی تھیں) اُنہوں نے پھر اپنا رُخ پھیر لیا ہے ..... میں گر کر پانی میں گیا تھا اور پھر میں نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور آسانی سے اُسے کنارے پر کھینچ لایا۔ وہ اتنی ہی حسین تھی جتنی کہ اُس کی بہنیں ہیں .....

پیر مرد:۔ میرا خیال ہے کہ وہ زیادہ حسین تھی ..... میں نہیں جانتا کہ میری ساری ہمت کیوں

سلب ہو گئی.....

نو وارد:- ہمت سے آپکا کیا مطلب ہے؟ جو کچھ انسان کر سکتا ہے وہ ہم نے کیا۔ وہ کچھ اوپر ایک گھنٹہ سے مردہ تھی۔

پیر مرد:- وہ آج ہی صبح تو زندہ تھی۔ گھر سے آتے ہوئے وہ مجھے ملی تھی۔ اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں جا رہی ہوں اپنی نانی سے ملنے دریا کے اُس پار۔ اُسے معلوم نہیں تھا کہ میں اُسے پھر کب دیکھونگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ مجھ سے کچھ پوچھنے والی ہے۔ پھر شاید اُس کی ہمت نہ پڑی اور وہ مجھے ایکدم سے چھوڑ کر چلتی بنی۔ مگر اب جو مجھے اس کا خیال آتا ہو ــــ اور اُسوقت میں نے کچھ بھی نہیں دیکھا! ــــ وہ اس طرح مسکرا رہی تھی جس طرح وہ لوگ مسکراتے ہیں جو خاموش رہنا چاہتے ہیں، یا جنہیں اس کا خطرہ ہوتا ہے کہ انکی بات سمجھی نہیں جائیگی..... اُمید بھی اُسے ایک تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ اُس کی آنکھیں نقاب میں چھُپی ہوئی تھیں اور اُس نے میری جانب شاید ہی نظریں اُٹھائی ہوں۔

نو وارد:- چند کسانوں نے مجھ سے کہا کہ انہوں نے اُسے دن بھر دریا کے کنارے پھرتے دیکھا اُنہوں نے یہ سمجھا کہ وہ پھولوں کی تلاش میں ہے..... یہ ممکن ہے کہ اسکی موت...

پیر مرد:- کوئی نہیں بتا سکتا... کسی کو کیا معلوم ہو سکتا ہے؟ شاید وہ اُن ہستیوں میں سے ایک تھی جو بات کرنے سے گریز کرتی ہیں اور ہر شخص اپنے سینے میں اپنی زندگی ختم کرنیکے ایک سے زیادہ اسباب رکھتا ہے۔ تم روح کے اندر اسی طرح نہیں دیکھ سکتے جس طرح اُس کمرے میں دیکھ سکتے ہو روحیں ایسی ہی ہوتی ہیں ــــ سوائے چھوٹی چھوٹی باتوں کے وہ کچھ نہیں کہتی اور کسی کو

اس کا خیال بھی نہیں آتا کہ کوئی چیز ٹھیک کام نہیں کر رہی۔ تم مہینوں کسی ایسی ہستی کے ساتھ رہتے ہو
جو اس دنیا کی ہوتی ہی نہیں اور جسکی روح انکی طرف مائل ہی نہیں ہو سکتی۔ تم بے سمجھے بوجھے اُسے
جواب دیتے رہتے ہو، اور دیکھتے ہو کہ ہوتا کیا ہے، وہ ہستیاں بے جان کٹ پتلیاں نظر آتی ہیں
اور اُسی اثناء میں اُنکی روحوں میں اس قدر تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اُنہیں خود بھی نہیں معلوم ہوتا
کہ وہ کیا ہیں۔ نہ وہ بھی اسی طرح زندہ رہ سکتی تھی جس طرح اور زندہ رہتے ہیں۔ وہ مرتے دم تک کہہ سکتی
تھی کہ "آج بارش ہوگی" یا "ہمارے ہاں آج دعوت ہے۔ کل مہمان نیرہ ہونگے" یا "یہ پھل ابھی پکا
نہیں ہے" جو پھول مرجھا کر گر جاتے ہیں ان کا ذکر وہ مسکرا کر کرتے ہیں اور تاریکی میں وہ روتے
ہیں اگر جنت سے بھی کوئی فرشتہ آئے تب بھی وہ ان باتوں کو نہ دیکھے گا جو اُسے دیکھنی چاہئیں
اور لوگوں کی سمجھ میں اس وقت تک کچھ بھی نہیں آتا جب تک پانی سر سے اُونچا نہ ہو جائے۔۔۔۔ کل
شام کو وہ وہاں بھی چراغ کی روشنی میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اور اگر یہ سانحہ نہ ہوا ہوتا تو تم انہیں اس
طرح نہ دیکھتے جس طرح کہ انہیں دیکھنا چاہیئے۔۔۔۔۔۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب میں نے
اُسے پہلی مرتبہ دیکھا ہے۔۔۔۔۔ اس سے پیشتر کہ ہم اُسے سمجھ سکیں، ہماری زندگی میں نئی چیز کا اضافہ
ہونا چاہیئے۔ ایسی ہستیاں دن رات تمہارے پہلو بہ پہلو رہتی ہیں اور تم فی الحقیقت اُنہیں اس لمحہ تک
نہیں دیکھتے، جب تک کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تم سے جدا نہ ہو جائیں۔ پھر بھی دیکھو تو سہی اُسکی
کیسی عجیب ننھی سی روح ہوگی — کس قدر غریب، چھوٹی سی، معصوم، اتھاہ روح ہوگی
اسکی — وہ کہنے کیلئے جو اُسے کہنا تھا اور وہ کرنے کیلئے جو اُسے کرنا تھا!

نو وارد:۔ دیکھئے کمرے کی خاموشی میں وہ مسکرا رہے ہیں۔۔۔۔۔

پیر مرد:۔ وہ مطلق متفکر نہیں ہیں ۔۔۔ آج کی رات اسکی واپسی کے منتظر معلوم نہیں ہوتے۔

نو وارد:۔ وہ ساکت بیٹھے مسکرا رہے ہیں۔ لیکن دیکھئے باپ اپنے لبوں پر انگلی رکھ رہا ہے...

پیر مرد:۔ وہ اُس بچے کیطرف اشارہ کر رہا ہے جو اپنی ماں کی گود میں سو رہا ہے....

نو وارد:۔ وہ اس ڈر سے اپنا سر بھی نہیں اُٹھاتی کہ کہیں بچہ جاگ نہ جائے....

پیر مرد:۔ وہ اب کاڑھ بھی نہیں رہیں۔ موت کی سی خاموشی چھائی ہوئی ہے....

نو وارد:۔ ان کے سفید ریشم کی لچھی گر پڑی ہے....

پیر مرد:۔ وہ بچے کیطرف دیکھ رہے ہیں....

نو وارد:۔ اُنہیں یہ نہیں معلوم کہ اور لوگ انہیں دیکھ رہے ہیں..

پیر مرد:۔ ہمیں بھی کوئی دیکھ رہا ہے....

نو وارد:۔ اُنہوں نے اپنی نظریں اوپر کو اُٹھائیں۔۔۔

پیر مرد:۔ اور پھر بھی اُنہیں کچھ نظر نہیں آرہا....

نو وارد:۔ وہ مسرور نظر آرہے ہیں لیکن پھر بھی کوئی چیز ہے میں نہیں بتا سکتا کہ کیا...

پیر مرد:۔ وہ اپنے آپ کو خطرے کی پہنچ سے باہر سمجھتے ہیں۔ اُنہوں نے دروازے بند کر لئے ہیں اور کھڑکیوں میں لوہے کی سلاخیں لگی ہوئی ہیں۔ اُنہوں نے پرانے گھر کی دیواریں مضبوط کرالی ہیں۔ مضبوط دروازوں کو اُنہوں نے کُنڈیاں لگالی ہیں۔ اُنہوں نے ان سب چیزوں کی پیش بینی کرلی ہے جن کی پیش بینی کیجاسکتی ہے۔

نو وارد:۔ پھر سویرے ہمیں اُن سے کہنا ہی پڑیگا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بُری خبر انہیں ایکدم ہی سُنا دے۔ اُس چراہ گاہ میں جہاں ہم نے لڑکی کو چھوڑا تھا کسانوں کا ایک جم غفیر تھا ۔۔ اگر اُن میں سے کوئی آکر کنڈی کھٹکھٹا دے تو۔۔۔۔

پیر مرد:۔ سلمٰی اور نجمی اُس ننھی لاش کے ساتھ ہیں۔ کسان ٹہنیوں کی ایک ڈولی بنا رہے تھے اور میں نے اپنی بڑی نواسی سے کہدیا تھا کہ جب وہ لوگ وہاں سے جنازہ لے کر چلیں تو تم فوراً آکر ہمیں اطلاع دینا۔ جب تک وہ نہ آئے ہمیں انتظار کرنا چاہیئے۔ وہ میرے ساتھ چلیگی۔۔۔۔ کاش ہم اُنہیں اس طرح نہ دیکھ سکتے۔ میرا خیال یہ تھا کہ ہمیں سوائے اسکے اور کچھ نہیں کرنا کہ جا کر کنڈی کھٹکھٹائیں اور سیدھے سادے طریقے سے اندر چلے جائیں اور چند لفظوں میں سب کچھ کہہ دیں۔۔۔۔ مگر اُنہیں چراغ کی روشنی میں بیٹھے ہوئے میں اتنی دیر تک دیکھتا رہا۔۔۔۔

(نجمی داخل ہوتی ہے۔)

نجمی:۔ وہ آرہے ہیں نانا ابا۔

پیر مرد:۔ کیا تم ہو؟ وہ کہاں ہیں؟

نجمی:۔ وہ آخری ڈھلان کے سرے پر ہیں۔

پیر مرد:۔ وہ خاموشی سے آرہے ہیں۔

نجمی:۔ میں نے اُن سے کہا تھا کہ آہستہ آہستہ دعا خوانی کریں۔ سلمٰی اُن کے ساتھ ہے۔

پیر مرد:۔ کیا بہت آدمی ہیں۔

نجمی:۔ سارا گاؤں جنازے کیساتھ ہے، اور وہ اپنے ساتھ روشنیاں لائے تھے میں نے

اصرار کر کے اُنہیں بٹھوا دیا۔

پیر مرد:۔ وہ کس راستے سے آ رہی ہیں

تجمے:۔ وہ پگڈنڈیوں کی طرف سے آ رہی ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ چل رہے ہیں۔

پیر مرد:۔ اب وقت آگیا۔۔

تجمے:۔ کیا آپ نے اُن سے کہدیا نانا ابا؟

پیر مرد:۔ تم دیکھ سکتی ہو کہ ہم نے اُن سے کچھ بھی نہیں کہا۔ وہ رہے وہ۔ سامنے چراغ کی روشنی میں بیٹھے ہوئے۔ دیکھو میری بچی دیکھو، تم دیکھوگی کہ زندگی کس کو کہتے ہیں۔

تجمے:۔ آہ! وہ کس قدر مطمئن نظر آتے ہیں اب مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں جیسے خواب میں نہیں دیکھ رہی ہوں۔

نو وارد:۔ وہ دیکھو — میں نے دیکھا کہ دونوں لڑکیاں ایکدم سے چونکیں۔

پیر مرد:۔ وہ اُٹھ رہی ہیں۔۔۔۔

نو وارد:۔ میرا خیال ہے کہ وہ کھڑکیوں کی جانب آ رہی ہیں۔

(اس لمحہ دو بہنوں میں سے ایک پہلی کھڑکی کے قریب آتی ہے اور دوسری بہن تیسری کھڑکی کے قریب اور شیشوں پر اپنے ہاتھ ٹکا کر تاریکی میں کھڑی گھورتی رہتی ہیں)

پیر مرد:۔ بیچ کی کھڑکی کے قریب کوئی بھی نہیں آتا۔

تجمے:۔ وہ باہر کیطرف دیکھ رہی ہیں، وہ سن رہی ہیں۔۔۔

پیر مرد:۔ بڑی اُس پر مسکرا رہی ہے جو اُسے نظر نہیں آتا۔

نو وارد: - دوسری کی آنکھیں خوف سے لبریز ہیں۔

پیر مرد: - محتاط رہو۔ کسے معلوم ہے کہ رنج تن سے کس قدر دور تک پھیل سکتی ہے.....

(ایک طویل خاموشی۔ نجمے پیر مرد کے سینے سے لگ جاتی ہے اور اُسے پیار کرتی ہے۔)

نجمے: - نانا ابا!

پیر مرد: - درست میری بچی۔ ہماری باری بھی آئیگی۔

(وقفہ)

نو وارد: - وہ دیر سے دیکھ رہی ہیں۔

پیر مرد: - وہ بچاریاں اگر ایک لاکھ برس تک بھی دیکھتی رہیں تب بھی اُنہیں کچھ نظر نہ آئیگا — رات بہت تاریک ہے۔ وہ اس طرف دیکھ رہی ہیں، اور مصیبت ہے کہ دوسری طرف سے آ رہی ہے —

نو وارد: - یہ اچھا ہے کہ وہ اس طرف دیکھ رہی ہیں۔ کوئی چیز جسے میں نہیں جانتا، سبزہ زار کی طرف سے قریب آ رہی ہے۔

نجمے: - میرا خیال ہے کہ مجمع ہوگا۔ وہ ہم سے ابھی اتنی دور ہیں کہ ہم اُنہیں صاف نہیں دیکھ سکتے

نو وارد: - وہ پُر پیچ پگڈنڈی پر چل رہے ہیں، اُس ڈھلان پر جس پر چاندنی پھیلی ہوئی ہے وہ دیکھو وہ پھر نظر آ رہے ہیں۔

نجمے: - اوہو وہ کتنے سارے معلوم ہو رہے ہیں۔ جب میں وہاں سے چلی ہوں اُس وقت بھی لوگ دُور دُور سے آ رہے تھے۔ اُنہوں نے بہت پھیر کا راستہ اختیار کیا.....

پیر مرد: - خیر وہ بالآخر پہنچ ہی جائیں گے۔ میں بھی اُنہیں دیکھ سکتا ہوں — وہ سبزہ زار و

ہیں سے گذر رہی ہیں ___ وہ اتنے چھوٹے نظر آ رہی ہیں کہ مشکل ہی سے اُنہیں کوئی پتوں میں شناخت کر سکیگا اُنہیں دیکھو تو تمہیں یہ خیال پیدا ہو کہ شاید بچے چاندنی رات میں کھیل رہی ہیں۔ اگر لڑکیوں نے اُنہیں دیکھ لیا تو وہ سمجھ نہ سکیں گی۔ وہ اسکی طرف خواہ اپنا منہ کتنا ہی پھیر لیں۔ بدنصیبی قدم بقدم نزدیک آ رہی ہے اور گذشتہ دو گھنٹے سے بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ وہ اُسے روک نہیں سکتیں، اور جو اُسے لا رہے ہیں اُن میں بھی اُسے روکنے کی طاقت نہیں۔ اُس نے اُنہیں بھی زیر کر لیا ہے اور اُنہیں اس کا حکم ماننا پڑیگا۔ اُسے اپنا ٹھکانہ معلوم ہے اور اپنی راہ پر گامزن ہے۔ وہ بے تکان چلی آ رہی ہے اور اس کا صرف ایک ہی مقصد ہے۔ وہ لوگ اپنی طاقت اُسے نذر کرنے پر مجبور ہیں۔ وہ غمزدہ ہیں مگر وہ قریب تر آ رہے ہیں۔ ان کے دل رحم سے لبریز ہیں مگر اُنہیں مجبوراً آگے بڑھنا ہے...

نجمی:۔ بڑی لڑکی نے مُسکرانا چھوڑ دیا نانا اَبا۔

نو وارد:۔ وہ کھڑکیوں کے پاس سے ہٹ رہی ہیں...

نجمے:۔ وہ اپنی ماں کو پیار کر رہی ہیں...

نو وارد:۔ بڑی لڑکی بچے کے بالوں پر ہاتھ پھیر رہی ہے اس طرح کہ وہ جاگے نہیں۔

نجمے:۔ آہ! باپ چاہتا ہے کہ وہ اُسے بھی پیار کریں۔

نو وارد:۔ اب وہاں خاموشی ہے...

نجمے:۔ وہ اپنی ماں کے قریب چلی گئی ہیں۔

نو وارد:۔ اور باپ نے اپنی نظریں گھنٹے کے لنگر پر جما رکھی ہیں...

نجمے:۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دعا مانگ رہی ہیں بے نہ جانتے ہوئے کہ وہ کیا کر رہی ہیں

نووارد:۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی اپنی روح کی آواز سن رہی ہیں...

بخجے:۔ نانا ابا، آج کی رات ان سے نہ کہیئے!

پیرمرد:۔ دیکھا تم نے، تم بھی ہمت ہار رہی ہو۔ میں جانتا تھا کہ تمہیں انہیں نہیں دیکھنا چاہیئے تھا۔ میری عمر تراسی برس کے قریب ہے اور یہ پہلی مرتبہ ہے کہ زندگی کی حقیقت مجھ پر واضح ہوئی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ سب کے سب مجھے اس قدر عجیب اور سنجیدہ کیوں نظر آرہے ہیں۔ وہاں وہ حسب معمول چراغ کی روشنی میں بیٹھے رات کا انتظار کر رہے ہیں جس طرح ہمیں اپنے گھروں میں بیٹھنا چاہیئے۔ لیکن اسکے باوجود مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور دنیا کی بلندی پر سے انہیں دیکھ رہا ہوں کیونکہ میں ایک ایسا واقعہ جانتا ہوں جسے وہ ابھی تک نہیں جانتے ہیں۔ بات ہے نا میرے بچو؟ مجھے بتاؤ، تمہارے چہروں پر اس قدر زردی کیوں ہے؟ شاید کوئی ایسی چیز بھی ہے جسے ہم الفاظ میں ادا نہیں کر سکتے اور وہی ہمکو رلا رہی ہے؟ مجھے معلوم نہیں تھا کہ زندگی میں اس قدر غمناک بھی کوئی چیز ہوتی ہے، یا یہ کہ جو اسے دیکھتے ہیں وہ ان کو اس قدر خائف کر دیتی ہے، اور اگر کچھ بھی نہ ہوا ہوتا تب بھی میں انہیں اس قدر مطمئن بیٹھے ہوئے دیکھکر خوفزدہ ہو جاتا۔ اس دنیا پر وہ بیجا بھروسہ کرتے ہیں۔ وہ وہاں مطمئن بیٹھے ہیں اور ان کے اور دشمن کے درمیان صرف چند کھڑکیوں کے شیشے حائل ہیں۔ وہ یہ سمجھ رہی ہیں کہ انہوں نے جو دروازے بند کر لئے ہیں تو اب کچھ ہونے ہی کا، اور وہ یہ نہیں جانتی کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ ہمیشہ روح ہی میں ہوتا ہے۔ انہیں اس کا علم نہیں ہے کہ دنیا صرف ان کے گھر کے دروازے تک آکر ختم نہیں ہو جاتی۔ وہ اپنی چھوٹی سی زندگی کو کس قدر محفوظ سمجھتے ہیں اور انہیں اس کا سان گمان بھی نہیں ہے کہ اتنے سارے اور لوگ ان کی زندگی کے متعلق خود ان سے

کس قدر زیادہ جانتے ہیں۔ اور یں ایک بوڑھا آدمی ان کے دروازے سے دو قدم کے فاصلہ پر اپنے
بوڑھے ہاتھوں میں انکی چھوٹی سی مسرت کو اس طرح پکڑے ہوئے ہوں جیسے کوئی زخمی چڑیا
ہو۔ اور اپنے آپ میں ہاتھ کھولنے کی ہمت بھی نہیں پاتا.....

نجمہ :۔ان پر ترس کھایئے نانا ابا۔

پیر مرد :۔ہم اُن پر ترس کھا رہے ہیں میری بچی۔ مگر ہم پر کوئی ترس نہیں کھاتا۔

نجمہ :۔اُن سے کل کہہ دیجئے نانا ابا، اُن سے اُس وقت کہیئے جب روشنی ہو، پھر اُنہیں بہت غم نہ ہوگا۔

پیر مرد :۔تم شاید ٹھیک کہہ رہی ہو میری بچی..... بہتر یہی ہوگا کہ رات کو اس کا کوئی تذکرہ نہ کیا
جائے۔ اور دن کی روشنی غم کے لئے میٹھی ہوتی ہے..... مگر وہ کل ہم سے کیا کہیں گے؟ مصیبت
لوگوں کو حاسد بنا دیتی ہے۔ جو کسی مصیبت کا شکار ہوتے ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ غیر متعلق لوگوں سے
پہلے خود اُنہیں اس کا علم ہو جائے ۔۔۔ وہ اسے پسند نہیں کرتے کہ ناآشنا لوگوں کے اختیار میں دہ
رہے۔ اُنہیں ایسا محسوس ہوگا کہ ہم نے جیسے ان کی کوئی چیز چرالی ہے

نو وارد :۔علاوہ اسکے یہ کہ اب بہت تاخیر ہو چکی ہے مجھے اُنکی دعاخوانی کی ہلکی سی آواز سنائی دے رہی ہے۔

نجمہ :۔وہ قریب ہیں ۔۔۔ وہ باڑے کے پیچھے سے گذر رہے ہیں۔

(سلمیٰ داخل ہوتی ہے)

سلمیٰ :۔میں آگئی۔ میں اُنہیں اپنے ساتھ یہاں لے آئی ہوں ۔۔۔ میں نے اُن سے کہہ دیا ہے
کہ سڑک پر ٹھہریں (بچوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں) آہ! بچے اب بھی چیخ رہے ہیں۔ میں نے اُنہیں
آنے سے منع کر دیا تھا مگر وہ بھی دیکھنا چاہتے ہیں، اور ماؤں میری کب سنتی تھیں۔ میں جا کر ان سے

کہتی ہوں — نہیں، اب انہوں نے چیخنا بند کر دیا ہے، کیا سب کام تیار ہو؟ میں وہ ننھی سی انگوٹھی لے آئی ہوں جو اُس کے ہاتھ میں تھی۔ میں تھوڑے سے پھل بھی لائی ہوں بچے کے لئے۔ میں نے خود ہی اُسے ڈولی میں لٹایا تھا۔ وہ ایسی معلوم ہوتی ہو کہ جیسے سو رہی ہے۔ اُس کے بالوں کی وجہ سے مجھے بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑا — میں اُنہیں سُلجھا نہیں سکتی تھی۔ میں نے لوگوں سے جنگلی پھول جمع کرائے — افسوس کہ اور پھول تھے ہی نہیں۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ آپ اُنکے ساتھ کیوں نہیں ہیں؟ (وہ کھڑکیوں کی طرف دیکھتی ہو) وہ رو نہیں رہی! وہ — آپ نے اُن سے نہیں کہا!

پیر مرد:۔ تمہاری روح میں بیحد زندگی ہو۔ تم سمجھ نہیں سکتیں ....

سلمٰے: میں سمجھ کیوں نہیں سکتی؟ (تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد شکایت کے سے لہجے میں) آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا نانا ابا....

پیر مرد:۔ تم نہیں جانتیں...

سلمٰے: میں جا کر اُن سے کہتی ہوں۔

پیر مرد:۔ یہاں ٹھہرو میری بچی" اور ایک لمحہ کیلئے دیکھو تو سہی۔

سلمٰے:۔ آہ! مجھے اُن پر کس قدر ترس آتا ہے! اُنہیں اب اور منتظر نہ رہنا چاہیئے...

پیر مرد:۔ کیوں؟

سلمٰے:۔ میں نہیں جانتی کیوں، مگر یہ ممکن نہیں ہو!

پیر مرد:۔ یہاں آؤ میری بچی...

سلمےٰ :- وہ کس قدر صابر ہیں ۔

پیر مرد :- یہاں آؤ میری بچی ۔

سلمےٰ (پلٹ کر) آپ کہاں ہیں نانا ابا! میں اس قدر مغموم ہوں ہیں آپ کو اب نہیں دیکھ سکتی ۔ مجھے خود نہیں معلوم کہ کرنا کیا چاہیئے

پیر مرد :- تو اب اُدھر مت دیکھو جب تک انہیں سب کچھ معلوم نہ ہو جائے ۔

سلمےٰ :- میں آپ کے ساتھ چلنا چاہتی ہوں ....

پیر مرد :- اپنی بہن کیساتھ گھر کی دیوار کے سامنے جو پتھر کی بینچ ہے اس پر بیٹھ جاتی تم اس طرف مت دیکھو تم بہت چھوٹی ہو ۔ اور پھر کبھی اس کو فراموش نہ کر سکو گی تم نہیں جان سکتی ۔ کہ چہرہ کیسا نظر آتا ہی جب اسکی آنکھوں میں موت گھس رہی ہو ۔ شاید وہ بھی چیخیں مارنے لگی ۔ بالکل نکلے ۔ اگر کوئی آواز سنائی نہ دے کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا کہ ۔ کیا صورت اختیار کریگا تھوڑی سی چھوٹی چھوٹی چیخیں جو دل کی گہرائیوں میں سے نکلی ہوں ۔ غالباً یہی ہوتا ہے میں خود نہیں جانتا کہ جب میں انہیں سنونگا تو کیا کرونگا ۔ — ان کا تعلق اس زندگی سے نہیں ہے جانے سے پہلے مجھے پیار کر دو میری بچی ۔

(دعا خوانی کی مدہم آواز آہستہ آہستہ قریب آ گئی ہے ۔ بھیڑ کا ایک حصہ باغ میں گھس آتا ہے قدموں کی آہستہ اور سرگوشی کی آوازیں سنائی دیتی ہیں)

نو وارد :- (مجمع سے) یہیں ٹھہر جاؤ — کھڑکی کے قریب مت جاؤ ۔ وہ کہاں ہے ؟

ایک کسان :- کون ؟

نو وارد :- اور لوگ جو اُٹھا کر لائے ہیں۔

کسان :- وہ اُس راستے سے آرہے ہیں جو دروازے کو جاتا ہے۔

(پیر مرد باہر چلا جاتا ہے۔ سلمیٰ اور نجمیٰ کھڑکیوں کی طرف بیٹھ کر کے بنچ پر بیٹھ جاتی ہیں۔ مجمع کی آہستہ آہستہ بولنے کی آواز سنائی دیتی ہے)

نو وارد :- خاموش رہو۔ باتیں مت کرو۔

(کمرے میں بڑی بہن کھڑی ہوتی ہے۔ دروازے پر جاتی ہے اور کنڈی لگاتی ہے)

سلمیٰ :- وہ دروازہ کھول رہی ہے۔

نو وارد :- برعکس اسکے وہ اُسے بند کر رہی ہے۔ (وقفہ)

سلمیٰ :- نانا ابا ابھی اندر نہیں آئے ؟

نو وارد :- نہیں۔ وہ پھر اپنی ماں کے پاس جا بیٹھی۔ اور سب ساکت بیٹھے ہیں۔ اور بچہ ابھی سو رہا ہے۔ (وقفہ)

سلمیٰ :- میری ننھی بہن مجھے اپنا ہاتھ دینا

نجمیٰ اور سلمیٰ ! (وہ گلے ملتی ہیں اور پیار کرتی ہیں)

نو وارد :- انہوں نے کنڈی کھٹکھٹائی ہوگی۔ اُن سب نے ایک ساتھ ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

سلمیٰ :- آہ ! او ! میری غریب ننھی بہن ! میں بھی اپنی چیخ روک نہیں سکتی۔

(اپنی بہن کے کندھے پر مُنہ رکھکر وہ اپنی چیخ کو دباتی ہے)

نوُوارد:۔ انہوں نے پھر کنڈی کھٹکھٹائی ہوگی۔ باپ گھنٹے کی طرف دیکھ رہا ہے۔ وہ اُٹھتا ہے...

سلمیٰ:۔ بہن، بہن۔ مجھے بھی اندر جانا چاہئے — اُنہیں تنہا نہیں چھوڑا جا سکتا۔

نجمیٰ:۔ سلمیٰ! سلمیٰ! (وہ اُسے روکتی ہے)

نوُوارد:۔ باہر دروازے پر پہنچ گیا — وہ کنڈی کھول رہا ہے — وہ اُسے ہوشیاری سے کھول رہا ہے

سلمیٰ:۔ آہ! — تم نے نہیں دیکھا...

نوُوارد:۔ کیا؟

سلمیٰ:۔ اُنہیں جو اُسے اُٹھا کر لائے تھے...

نوُوارد:۔ اُس نے صرف ذرا سا دروازہ کھولا ہے۔ مجھے صرف اُس کا ایک کونہ اور دروازہ نظر آرہا ہے، اُس نے دروازے پر اپنا ہاتھ رکھ چھوڑا ہے — وہ ایک قدم پیچھے ہٹتا ہے — ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے "اچھا آپ ہیں" وہ اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے۔ اُس نے پھر احتیاط سے دروازہ بند کر دیا۔ تمہارے نانا کمرے میں داخل ہوگئے...

(لوگ کھڑکی کے قریب آگئے ہیں۔ نجمیٰ اور سلمیٰ اپنی جگہ سے اُٹھتی ہیں اور پھر ادروں کے ساتھ کھڑکی کی طرف بڑھتی ہیں۔ پیرمرد کمرے میں آتا دکھائی دیتا ہے۔ دونوں بہنیں اُٹھتی ہیں! ماں بھی اُٹھ کھڑی ہوئی ہے اور بچے کو احتیاط سے اُس آرام کرسی میں لٹا دیتی ہے جس پر خود بیٹھی ہوئی تھی۔ اس طرح کہ باہر سے بچہ سوتا نظر آتا ہے اُس کا سر ذرا آگے کو جھکا ہوا ہے اور وہ کمرے کے وسط میں ہے پیرمرد سے ملنے

کیلئے آگے بڑھتی ہے اور اس سے ہاتھ ملانے کیلئے اپنا ہاتھ بڑھاتی ہے مگر اس سے پہلے کہ پیر مرد اپنا ہاتھ بڑھائے وہ اپنا ہاتھ کھینچ لیتی ہے۔ ایک لڑکی اس کا لبادہ اتروانے کے لئے بڑھتی ہے اور دوسری اُسے ایک آرام کرسی پیش کرتی ہے۔ مگر پیر مرد ہاتھ کے اشارے سے اُسے منع کرتا ہے۔ باپ تعجب سے مسکراتا ہے۔ پیر مرد کھڑکیوں کی طرف دیکھتا ہے۔)

نووارد:۔ ان میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ اُن سے کہدیں۔ وہ ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔

(انبوہ میں چہ میگوئیاں ہوتی ہیں)

نووارد:۔ خاموش!

(کھڑکی میں پیر مرد کو چہرے نظر آتے ہیں اور وہ جلدی سے اپنی نگاہیں چرا لیتا ہے کیونکہ ایک لڑکی ابتک کرسی پیش کر رہی ہے اس لئے وہ بالآخر بیٹھ جاتا ہے۔ اور اپنا دایاں ہاتھ کئی دفعہ اپنی پیشانی پر پھیرتا ہے)

نووارد:۔ وہ بیٹھ رہے ہیں....

(اور سب بھی جو کمرے میں ہیں بیٹھ جاتے ہیں اور ایسا نظر آتا ہے کہ باپ جلدی جلدی بول رہا ہے۔ آخر کار پیر مرد اپنا منہ کھولتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اُنکی آواز سب کو متوجہ کر لیتی ہے۔ مگر باپ قطع کلام کرتا ہے، پیر مرد پھر بولنے لگتا ہے اور رفتہ رفتہ سب کے چہروں پر اضطراب بڑھتا جاتا ہے۔ ایکدم سے ماں چونکتی ہے اور کھڑی ہو جاتی ہے)

سلمٰی:۔ آہ! ماں کچھ کچھ سمجھ چلی ہے!

(وہ پلٹ کر اپنا منہ ہاتھوں میں چھپا لیتی ہے۔ مجمع میں چہ میگوئیاں ہوتی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو کہنی مارتے ہیں۔ بچے چیختے ہیں کہ ہمیں اوپر اٹھا کر دکھاؤ۔ بہت سی مائیں اپنے بچوں کو اٹھا کر دکھاتی ہیں)

نووارد:۔ خاموش رہو! ابھی تک ان سے کچھ بھی نہیں کہا گیا۔۔

ماں پریشان ہو کر پیر مرد سے ۔۔۔ کرتی نظر آتی ہے۔ وہ چند اور لفظ کہتا ہے پھر ۔۔ سے اور بھی سب گھڑے ہو کر اس سے سوالات کرتے نظر آتے ہیں۔ پھر (پیر مرد آہستہ آہستہ اثبات میں سر ہلاتا ہے۔)

نووارد:۔ ان سے کہدیا گیا۔ انہوں نے ایک ہی دم سے کہدیا!

لوگوں کی آوازیں:۔ اُن سے کہدیا! اُن سے کہدیا!

نووارد:۔ مجھے کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا۔۔۔۔

پیر مرد بھی اُٹھتا ہے اور بغیر پلٹے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اُس کے پیچھے ہے۔ ماں، باپ اور دونوں لڑکیاں دروازے کی طرف بھاگتی ہیں جس کو باپ گھبراہٹ میں کھولنے کی کوشش کرتا ہے۔ پیر مرد باہر جانے سے ماں کو روکنا چاہتا ہے)

لوگوں کی آوازیں:۔ وہ باہر جا رہے ہیں! وہ باہر جا رہے ہیں!

(باغ میں جو بھیڑ ہے اس میں کھلبلی پڑ جاتی ہے۔ سب کے سب گھر کی دوسری طرف لپکتے ہیں اور نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ صرف اجنبی باقی رہ جاتا ہے جو

کھڑکیوں کے قریب کھڑا ہوتا ہے۔ کمرے کا دروازہ جو جھٹ کھل جاتا ہے اور سب کے سب ایک ساتھ باہر صحن میں چلے آتے ہیں پیچھے کی طرف آسمان پر ستارے چمکتے نظر آتے ہیں۔ صحن باغ اور فوارہ نظر آتا ہے۔ چاندنی چھٹکی ہوئی ہے۔ کمرے کے وسط میں بچہ کرسی میں اکیلا پڑا آرام سے سو رہا ہے۔ (وقفہ)

نووارد۔ بچہ نہیں جاگا! (وہ بھی باہر چلا جاتا ہے)

⁂ (پردہ) ⁂

گھونگھٹ میں گوری جلے

کرشن چندر کو کون نہیں جانتا ۔ مگر اس کا ایک خاص رنگ جو اب تک پوشیدہ تھا مذکورہ بالا کتاب میں آپ کو ملے گا جو اس کے مختصر افسانوں کا دلچسپ مجموعہ ہے آپ اس کے یہ افسانے پڑھ کر ایک دفعہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ کرشن چندر کی نظر اتنی گہری بھی ہو سکتی ہے ۔ چودہ ۱۴ افسانے جس کا انتخاب اُس نے خود کیا ہے ۔ کتابی صورت میں معنوی و ظاہری خوبیوں کے ساتھ پیش خدمت ہے ۔ ایک دفعہ پڑھ کر دوبارہ پڑھنے کو جی نہ چاہے تو ہمارا ذمہ ۔

انارکلی

سیّد امتیاز علی تاج کی کامیاب تصنیف ۔ یہ وہ داستان ہے جس
متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ کب اور کیوں کر معرض وجود میں آئی ۔ تاریخ کے
یہ قصہ من گھڑت معلوم ہوتا ہے ۔ مگر قصہ اس قدر عجیب ہے کہ بار بار پڑھنے کو ج
شہنشاہ اکبر کے حرم کی منظورِ نظر کنیز نادرہ بیگم یا شرف النسا بیگم کو
دربار اکبری سے عنایت ہوا تھا ۔ شہزادہ سلیم کی نظرِ انتخاب اس پر پڑی ۔
بھلا اکبر کو یہ کب گوارا ہو سکتا تھا ۔ انارکلی کو زندہ گاڑ دینے کا حکم دیا گ
سلیم کو اس کی موت کا از حد صدمہ ہوا ۔ تخت نشینی کے بعد اس
کا عالیشان مقبرہ بنوایا ۔ جس کا تعویذ عجوبۂ روزگار میں سے ایک ہے ۔
یہ رنگین موت ۱۶۱۵ء میں عمارتی صورت میں جلوہ گر ہوئی ۔
مغلیہ حرم کی شوکت و تجمل کی داستان پڑھنے کے لائق ہے ۔
کتابت ، طباعت کاغذ اور جلد بندی منہ سے بولتی ہے ۔ قیمت